رسالہ

اصول اسلام

یعنی وہ لیکچر جو جلسہ مذاہب الہ آباد میں بڑی شان و شوکت سے پڑھا گیا۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی تاجر کتب قادیان سے محصولڈاک بھیجنے سے مفت مل سکتا ہے۔

(مینیجر)

ضروری اطلاع

بعض احباب کارڈ کے پتہ والی طرف لفظ "Stamped" "ٹکٹ لگایا گیا" "بعونہ تعالیٰ" وغیرہ الفاظ لکھدیتے ہیں اس سے کارڈ بیرنگ ہو جاتا ہے۔ اور دفتر کو خواہ مخواہ کے دو پیسے بھرنے پڑتے ہیں۔ مہربانی کرکے آیندہ پتہ والی طرف سوائے دفتر کے پتہ کے کوئی لفظ یا فقرہ نہ لکھا کریں۔ نیز بعض احباب محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام روپیہ بھیجتے ہیں تو منی آرڈر کے کوپن میں یا الگ رقم کی کوئی تفصیل نہیں دیتے جس سے ایک مد کا روپیہ دوسری مد میں جمع ہو جاتا ہے۔ اور بعد میں دقت ہوتی ہے مناسب ہے کہ ہر ایک منی آرڈر بھیجتے وقت کوپن میں رقم کی مکمل تفصیل

ریویو آف ریلیجنز کے گذشتہ پرچے

ذیل کے اردو یا انگریزی ریویو کے پرچوں میں سے کوئی پرچہ یا بعض پرچے اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور فروخت کرنا چاہیں یا مفت دینا چاہیں تو مینیجر میگزین قادیان سے خط و کتابت کریں۔ دفتر میں ان کی ضرورت ہے:

اردو ریویو:۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء؛ جنوری۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء؛

انگریزی ریویو:۔ جنوری۔ اپریل۔ جولائی۔ اگست۔ ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء؛ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء؛ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء؛ مارچ ۱۹۰۵ء؛ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء؛ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

اطلاع:۔ خریداران کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد میں توقف ہو جائے تو معاف فرما دیں؛

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

Digitized by Khilafat Library

جلد ۱۰ | بابت ماہ نومبر ۱۹۱۱ء | نمبر ۱۱

چندہ سالانہ | عوام سے عا طلبا سے عہ

فہرست مضامین

حضرت دانیال نبی کی کتاب میں ۳۹۷
آنحضرت صلعم کے متعلق پیشگوئی ۴۰۹
اسلام کے اصول ۴۰۹-۴۱۱
طریق وصول الی اللہ ۴۱۲-۴۱۴
قرآن کریم کی ایک پیشگوئی ۴۱۴-۴۳۲
صدر انجمن احمدیہ کی ماہواری رپورٹ ۴۳۳-۴۳۶

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ نومبر ۱۹۱۱ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت دانیال نبیؑ کی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی نمبر ۲

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو نمبر ۸ بابت اگست ۱۹۱۱ء

وہ سینگ جو مقدسوں سے جنگ کرتا رہا

حضرت دانیال نبی کی کتاب کے ساتویں باب میں حضرت دانیال علیہ السلام کا ایک رؤیا درج ہے جس کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے ؛

"شاہ بابل بیلشضر کے پہلے سال میں دانی ایل نے اپنے بستر پر ایک خواب اور اپنے سر کی رویتیں دیکھیں تب اُس نے اُس خواب کو لکھا اور اس احوال کا مفصل بیان کیا۔ دانی ایل بولا اور کہا کہ میں نے رات کو ایک رویا دیکھی اور کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کی چار ہوائیں بڑے سمندر پر باہم زور سے چلیں۔ اور سمندر سے چار بڑے حیوان جو ایکدوسرے سے متفرق تھے نکلے۔ پہلا شیر ببر کی مانند تھا اور عقاب کے سے پنکھ رکھتا تھا اور میں دیکھتا رہا جبتک اُس کے پر اُکھاڑے گئے اور وہ زمین سے اُٹھایا گیا اور آدمی کی طرح پاؤں پر کھڑا کیا گیا اور انسان کا دل اُسے دیا گیا۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دوسرا حیوان ریچھ کی مانند

تھا اور وہ ایک طرف سیدھا کھڑا ہوا اور اُس کے منہ میں اُس کے دانتوں کے درمیان تین پسلیاں تھیں اور انہوں نے اُسے کہا کہ اُٹھ اور بہت گوشت کھا۔ بعد اُس کے مَیں نے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اور حیوان تیندوا کی مانند اُٹھا جس کی پیٹھ پہ پرندے کے سے چار پر تھے اور اُس حیوان کے چار سر تھے اور سلطنت اُسے دی گئی۔ اِس کے پیچھے مَیں نے رات کی رویتوں کے وسیلے سے دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ چوتھا حیوان ہولناک اور ہیبتناک اور نہایت زبردست اور اُس کے دانت لوہے کے تھے اور بڑے بڑے تھے وہ نگل جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا اور بچی کو اپنے پاؤں سے لتاڑتا تھا اور یہ اُن سب حیوانوں سے جو اُس کے آگے تھے متفرق تھا اور اُس کے دس سینگ تھے۔ مَیں نے اُن سینگوں پر غور سے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ اُن کے بیچ میں سے ایک اور چھوٹا سا سینگ نکلا جس کے آگے پہلے تین سینگ جڑ سے اُکھاڑے گئے اور کیا دیکھتا ہوں کہ اُس سینگ میں آنکھیں تھیں انسان کی آنکھوں کی مانند اور ایک مُنہ تھا جو بڑی بڑی باتیں بول رہا ہے۔

مَیں یہاں تک دیکھتا رہا کہ کرسیاں رکھی گئیں اور قدیم الایّام بیٹھ گیا اُس کا لباس برف سا سفید تھا اور اُس کے سر کے بال صاف ستھرے اُون کی مانند اُس کا تخت آگ کے شعلے کے مانند تھا اور اُس کے پہیے جلتی آگ کے مثل تھے۔ ایک آتشی سیلاب بہ رہا جو اُس کے آگے سے نکلا تھا ہزاروں ہزار اُس کی خدمت میں حاضر تھے اور لاکھوں لاکھ اُس کے آگے کھڑے تھے عدالت ہو رہی تھی اور کتابیں کھلی ہوئی تھیں۔ مَیں نے دیکھا یہاں تک کہ اُس سینگ کی آواز کے سبب جو بڑے گھمنڈ کی باتیں بولتا رہا ہاں مَیں یہاں تک دیکھتا رہا کہ وہ حیوان مارا گیا اور اُس کا بدن ہلاک کیا گیا اور شعلہ زن آگ میں ڈالا گیا۔ اور باقی حیوانوں کی سلطنت بھی اُن سے لے لی گئی پر اُن کی زندگی قائم رہی اور وے ایک مُدّت اور ایک ساعت تک جیئے۔ مَیں نے رات کی رویتوں کے وسیلے دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدم زاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایّام تک پہنچا۔ وے اُسے اُس کے آگے لائے۔ اور تسلّط اور حشمت اور سلطنت اُسے دی گئی کہ سب قومیں اور اُمّتیں اور مختلف زبان بولنے والے اُس کی خدمت گذاری کریں اُسکی

سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اُس کی مملکت ایسی جو زایل نہ ہوگی ۔
مجھ دانی ایل کی روح میرے بدن میں ملول ہوئی اور میرے سر کی رویتوں نے مجھے
گھبرا دیا۔ مَیں اُن میں سے جو نزدیک کھڑے تھے ایک شخص کے پاس گیا اور اُس سے
ان ساری باتوں کی حقیقت پوچھی اُس نے مجھ سے کہا اور ساری حقیقت مجھے بتلائی
یے چار بڑے حیوان چار بادشاہ ہیں جو زمین میں برپا ہونگے۔ لیکن حق تعالیٰ کے
مقدّس لوگ سلطنت لے لیں گے اور ابد تک ہاں ابدالآباد تک اُس سلطنت کے
مالک رہیں گے۔ تب مَیں نے چاہا کہ چوتھے حیوان کی حقیقت جانوں جو اُن سبھوں سے
متفرق تھا کہ نہایت ہیبتناک تھا جس کے دانت لوہے کے اور ناخن پیتل کے تھے
جو نگلتا اور ٹکڑے ٹکڑے کرتا اور بچتی کو اپنے پاؤں سے لتاڑتا تھا۔ اور دس سینگوں
کی جو اُس کے سر پر تھے اور اُس ایک کی جو نکلا اور جس کے آگے تین گر گئے ہاں
اُس سینگ کی جس کی آنکھیں تھیں اور ایک مُنہ جو بڑے گھمنڈ کی باتیں بولتا تھا
اور اُس کا چہرہ اُس کے ساتھیوں کی نسبت زیادہ رعبدار تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ
وہی سینگ مقدّسوں سے جنگ کرتا اور اُنپر غالب ہوتا رہا۔ جب تک کہ قدیم الایّام
آیا اور حق تعالیٰ کے مقدّسوں کا اِنصاف کیا گیا اور وقت آ پہنچا کہ مقدّس لوگ سلطنت
کے مالک ہوویں۔ وہ یوں بولا کہ چوتھا حیوان چوتھی سلطنت ہے جو دنیا میں ہوگی
وہ ساری سلطنتوں سے متفرق ہوگی اور ساری زمین کو نگلے گی اور اُسے لتاڑیگی
اور اُسے ٹکڑے ٹکڑے کریگی۔ اور وے دس سینگ جو ہیں سو دس بادشاہ ہیں جو
اُس سلطنت میں سے اُٹھیں گے اور اُن کے بعد ایک اور اُٹھے گا اور وہ پہلوں سے
متفرق ہوگا اور تین بادشاہوں پر غالب ہوگا۔ اور وہ حق تعالیٰ کی مخالفت میں
باتیں کرے گا اور حق تعالیٰ کے مقدّسوں کو تصدیعہ دیگا اور چاہیگا کہ وقتوں اور
شریعتوں کو بدل ڈالے اور وے اُس کے قبضے میں دیئے جائیں گے یہاں تک کہ
ایک مُدّت اور مُدّتیں اور آدھی مُدّت گذر جائے گی۔ پر عدالت بیٹھے گی اور وے اُسکی
سلطنت اُس سے لے لیں گے کہ اُسے ہمیشہ کے لیئے نیست و نابود کریں۔ اور تمام

آسمان تلے کے سارے ملکوں کی سلطنت اور مملکت اور سلطنت کی حشمت حق تعالیٰ کے مقدس لوگوں کو بخشی جائے گی اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے اور ساری مملکتیں بندگی کریں گی اور فرمانبردار ہوویں گی۔ وہ بات یہاں تک تمام ہوئی میں جو دانی ایل ہوں میرے اندیشوں نے مجھے نہایت گھبرایا اور میرا چہرہ مجھ میں مبدل ہوا پر میں نے یہ بات اپنے دل میں رکھی"۔

چونکہ اس رؤیا کا مفہوم دراصل وہی ہے جو نبوکدنضر کے خواب کا تھا۔ اور نبوکدنضر کے خواب پر مضمون ہٰذا کے پہلے حصہ میں بحث ہو چکی ہے لہٰذا میں ضروری نہیں سمجھتا کہ دانیال کے اپنے خواب کی مفصل تفسیر کروں البتہ اس رؤیا میں ایک بات نئی اور قابل تشریح ہے اور اس کا ذکر نبوکدنضر کے خواب میں نہیں۔ وہ نئی بات یہ ہے کہ حضرت دانیال کے خواب میں مسیحی مذہب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اُس چھوٹے سینگ کا ذکر ہے جسکی آنکھیں تھیں۔ جو بڑی بڑی باتیں بول رہا تھا اور جو مقدسوں سے جنگ کرتا اور اُنپر غالب ہوتا رہا۔ چونکہ پہلے خواب میں اس چھوٹے سینگ کی جگہ کوئی اور چیز تمثیل کے رنگ میں نہیں آئی اس لیئے اس سینگ کے متعلق چند الفاظ بیان کرنا عین مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چوتھے حیوان یعنی چوتھی سلطنت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت دانیال فرماتے ہیں۔ "میں نے اُن سینگوں پر غور سے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں اُن کے بیچ میں سے ایک اور چھوٹا سا سینگ نکلا جس کے آگے پہلے تین سینگ جڑھ سے اکھاڑے گئے اور کیا دیکھتا ہوں کہ اُس سینگ میں آنکھیں تھیں انسان کی آنکھوں کی مانند اور ایک مُنہ تھا جو بڑی بڑی باتیں بول رہا ہے"۔ جس فرشتہ سے حضرت دانیال نے اس رؤیا کی تعبیر پوچھی اُس نے جواب دیا "وہ حق تعالیٰ کی مخالفت میں باتیں کرے گا اور حق تعالیٰ کے مقدسوں کو تصدیعہ دیگا اور چاہیگا کہ وقتوں اور شریعتوں کو بدل ڈالے اور وے اُن کے قبضے میں دیئے جائیں گے یہانتک کہ ایک مدت اور مدتیں اور آدھی مدت گذر جائیگی پر عدالت بیٹھے گی اور وے اُس کی سلطنت اس سے لے لیں گے کہ اُسے ہمیشہ کے لیئے نیست و نابود کریں"۔

جس طرح آپ سے نکلنے والے پتھر کے متعلق مسیحی صاحبان میں اختلاف تھا اسی طرح اس
سینگ کے متعلق بھی وہ متفق الرائے نہیں۔ ہمیں ضرورت نہیں کہ پہلے کی طرح مختلف
آرائے کا تذکرہ کریں ہاں ہم اس چھوٹے سینگ کی تلاش دوسرے سینگوں میں کرتے
ہیں کیونکہ لکھا ہے "اُن کے بیچ میں سے ایک اور چھوٹا سا سینگ نکلا"۔ اگر تاریخی واقعات
کو بہ نظر امعان دیکھا جائے اور اس پیشگوئی کے مصداق کو وقائع عالم کے صفحات میں
تلاش کیا جائے تو زبردست دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ چھوٹا سینگ ہرقل رومی تھا
وہ دوسرے سینگوں کے بیچ میں سے نکلا اور خود چھوٹا سینگ بنا یعنی ابتداءً نہ وہ خود
بادشاہ تھا اور نہ کسی صوبے کا گورنر تھا بلکہ مصر کے رومی گورنر کا بیٹا تھا۔ پس اس طرح یہ چھوٹا
سینگ دوسرے سینگوں کے بیچ میں سے نکلا یعنی سلطنت روما کے گورنروں میں سے
ایک گورنر کے گھر پیدا ہوا اور اپنی خداداد قابلیت اور لیاقت سے اپنے باپ کی زندگی میں ادنیٰ
درجہ سے اعلیٰ مدارج پر ترقی کر گیا یا یوں کہو کہ وہ چھوٹا سینگ آخر بڑا ہو گیا اور اس کے
"آگے پہلے تین سینگ جڑھ سے اُکھاڑے گئے" اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ "تین سینگ"
کونسے تھے اور کس طرح چھوٹے سینگ یعنی ہرقل نے اُن کو جڑھ سے اُکھاڑ پھینکا اس
امر کو معلوم کرنیکے لیئے صرف اس قدر جاننا کافی ہے کہ جب شہنشاہ ماریس فوکس کے
ہاتھ سے سنہ ۶۰۲ء میں قتل ہو چکا اور مؤخر الذکر نے مقتول شاہ کا تخت و تاج غصب کر لیا
تو ہرقل نے سنہ ۶۱۰ء میں فوکس کے خلاف بغاوت برپا کر دی اور یاوری بخت و مساعدت
طالع نے اُس کا اس خوش اسلوبی سے ساتھ دیا کہ آخرش کامیابی کا تاج اسکے سر پر
رکھا گیا اور وہ جو کہ ایک دوسرے گورنر کا بیٹا اور چھوٹا سینگ تھا زمانہ کے ایک ہی
چکر نے اُس کو رومیوں کا شہنشاہ بنا دیا۔ پس اس طرح اس چھوٹے سینگ نے پہلے
ایک بڑے سینگ یعنی فوکس کو جڑھ سے اُکھاڑ ڈالا۔ اس کے بعد دوسرا سینگ
خسرو ثانی شاہ ایران تھا جس نے رومی سلطنت پر حملہ کر کے ملک شام، مصر اور
بعض دیگر رومی صوبجات پر تسلط جما لیا تھا۔ لیکن ہرقل نے بہت سے جنگ و
جدل اور جوہر مردانگی و شجاعت دکھانیکے بعد سلطنت ایران کو نیچا دکھایا اور متکبر کسرےٰ

کو اپنا تخت و تاج چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ اس فتح سے گورنر مصر کا لڑکا اور اس کے سپاہی خوب مالا مال ہوگئے اور اس طرح چھوٹے سینگ نے اس دوسرے سینگ کو جڑھ سے اکھاڑ ڈالا۔

تیسرے سینگ کی کیفیت جس کو اس چھوٹے سے سینگ نے جڑھ سے اُکھیڑا یہ ہے کہ سلطنت روم کی مغربی حد پر آوار کی جنگجو قوم آباد تھی۔ جن کا ہمیشہ صرف لوٹ مار ہی کام تھا۔ ان لوگوں نے نواح اسٹریا سے لیکر حد تھریس تک تاخت و تاراج کا بازار گرم کر رکھا تھا ایک دفعہ ان لوگوں نے خود ہرقل کو گھیر لیا اور اس کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اس وقت شاہ روم نے نہایت استقلال سے کام لیا اس نے اپنا تاج اتار کر اپنے بازو کے ساتھ باندھ دیا اور خود تیز گام اسپ پر سوار ہو کر دشمنوں کے پنجہ سے نکل گیا۔ ۶۲۰ء میں ہرقل نے مجبور ہو کر اس قوم کے ساتھ معاہدہ صلح کر لیا اور ان کے آئندہ حملوں کا سدباب کرنے کے لیئے اپنے دارالخلافہ اور انکی حد کے درمیان سرب اور کروٹ قوم کے لوگوں کو آباد کر کے ایک زندہ دیوار حائل کر دی یہ قومیں ابتک برابر موجود ہیں جب ہرقل ایرانیوں سے جنگ کر رہا تھا تو خسرو ثانی نے آوار قوم کے سردار سے جس کا خطاب چاغان تھا نامہ و پیام کا سلسلہ چھیڑا اور اس کو سلطنت روم کی باہمی تقسیم کا لالچ دلا کر اپنا دوست بنا لیا۔ اس معاہدہ اتحاد کی تکمیل کے بعد قوم آوار کے سردار چاغان نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اور اسکی اعانت کے لیئے کسرے نے بھی ایک زبردست فوج بھیجدی۔ ایام محاصرہ میں رومیوں کی طرف سے ایلچی بھیجے گئے۔ جب وہ ایلچی اپنی منزل مقصود پر پہنچے تو چاغان نے انکو مخاطب کر کے کہا۔ "تمھارا بادشاہ ہرقل قسطنطنیہ کو اپنی قسمت پر چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا ہے اب وہ یا تو گرفتار ہو چکا ہے یا بھگوڑوں کی سی زندگی بسر کر رہا ہے۔ تم یاد رکھو کہ اب آوار اور ایرانیوں کی تلواروں سے تمھارا بچاؤ محال ہے۔ ہاں اگر تم پر لگا کر اڑ جاؤ یا مچھلیاں بنکر پانی میں غوطہ لگا لو تو اس صورت میں شاید تمھاری جانیں بچ جائیں۔" جب ان حالات کی خبر ہرقل کو پہنچی تو اس نے جھٹ اپنی فوج میں سے بارہ ہزار

مسلح سپاہی علیحدہ کرکے قسطنطنیہ کی طرف بھیجدیئے۔ اس فوج کی آمد پر آوار لوگ پس پا کیئے گیئے اور ان کی کشتیوں کا بیڑا بندرگاہ کے اندر ہی تباہ کردیا گیا۔ چاغان کے ہمراہی اُس کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ ہوگئے اور اُس کا سامان رسد بھی ختم ہوچکا تھا۔ اس لیئے اس نے اپنے انجنوں کو جلادیا اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کردیا قوم آوار اور ایرانیوں کی متفقہ فوج کی یہ ناکامی اور چاغان کی یہ نامرادی باشندگان .... دارالخلافہ کے لیئے حیرت انگیز امر بلکہ اعجاز تھا۔ خوش اعتقاد لوگوں نے اپنی مخلصی کو حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کی شفاعت کا نتیجہ سمجھا۔ یہاں ہمیں کسی کے خیال و گمان سے بحث نہیں ہمیں تو صرف یہ دکھانا ہے کہ ہرقل کا تیسرا دشمن کسطرح بے نیل ومرام ہوا اور کس طرح اچانک اُسے نامرادی سے واپس جانا پڑا۔ پس یہ تیسرا سینگ تھا جو چھوٹے سینگ کے آگے جڑھ سے اُکھاڑا گیا۔ اس سینگ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ "بڑی بڑی باتیں بول رہا ہے.... وہ حق تعالیٰ کی مخالفت میں باتیں کریگا.... اور چاہے گا کہ وقتوں اور شریعتوں کو بدل ڈالے"! ان الفاظ سے اس سینگ یعنی ہرقل کے مذہب کی طرف اشارہ ہے اور حق تعالیٰ کی مخالفت میں بڑی بڑی باتیں بولنے سے مسیحی مذہب کی تعلیم خصوصاً حضرت مسیح ناصری کو ابن اللہ کہنا مراد ہے اس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا یعنی یہ ایک بڑی بھاری بات ہے جو اُن کے مُنہ سے نکلتی ہے۔ اُن کی یہ بات بالکل جھوٹ ہے (سورہ کہف ع ۱) - علاوہ ازیں مسیحی مذہب نے موسوی شریعت کے بہت سے احکام میں تغیر و تبدل کردیا ہے مثلاً ختنہ کا حکم تھا اور سوٗر کو ابدی طور پر حرام کیا گیا تھا۔ لیکن "شریعتوں کو بدل" ڈالنے والوں نے ان احکام کو بالکل ہی اُڑا دیا ہے۔ ان لوگوں نے صرف 'شریعتوں' کو ہی تبدیل نہیں کیا بلکہ 'وقتوں' کو بھی بدل ڈالا ہے چنانچہ یہودیوں کے نزدیک یوم سبت ہفتہ تھا لیکن مسیحی قوموں نے ہفتہ کی بجائے اتوار کو یوم سبت بنالیا اور اس طرح 'وقتوں اور شریعتوں' ہر دو کو بدل ڈالا۔ یسوع نے تو کہا تھا کہ "یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا۔ منسوخ کرنیکو

نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جاویں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے اور ویسا ہی آدمیوں کو سکھا دے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا پر جو کہ عمل کرے اور سکھلاوے وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا۔ کیونکہ میں تمھیں کہتا ہوں ص لیکن اپنے خداوند کے اس کھلم کھلے حکم اور اس کی اپنی مثال کے خلاف مسیحیوں نے شریعت کو لعنت سمجھا اور تمام احکام شریعت کو تبدیل کر ڈالا ہے۔ جس شریعت کو یسوع مسیح راستبازی سے تعبیر کرتا اور اس کی اطاعت کو آسمانی بادشاہت کا دروازہ سمجھتا تھا وہ یسوع مسیح کے برائے نام پیرؤں کے نزدیک لعنت قرار دیگئی ہے۔ غرض اس میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں ہو سکتا کہ پیشگوئی کے محولہ بالا الفاظ میں ہرقل کے مذہب کی طرف اشارہ تھا۔

معزز ناظرین! اس سینگ کی نسبت یہ بھی کہا گیا تھا کہ "وہ حق تعالیٰ کے مقدسوں کو تصدیعہ دیگا" اگر آپ اس کی تفسیر و تفصیل چاہیں تو جنگ موتہ کے واقعات پر ایک نظر ڈال دیکھیں۔ ہرقل کی حد پر اس کے گورنروں نے حق تعالےٰ کے مقدسوں' یعنی مسلمانوں کو 'تصدیعہ' دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک شام اور رومی سلطنت کے دوسرے صوبجات حق تعالیٰ کے مقدسوں نے ہرقل کی 'سلطنت سے' لے لیئے۔ 'خدائے تعالیٰ کے مقدسوں کو تصدیعہ' دینے کی ایک اور مثال فروہ گورنر شام کی سرگذشت میں پائی جاتی ہے۔ جب فروہ کو دعوتِ اسلام پہنچی تو اس نے بعد تحقیق مذہب اسلام اختیار کرلیا اور اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ خط دیدی۔ اور خط کے ساتھ ہی ایک سفید خچر۔ ایک گھوڑا۔ ایک گدھا اور ایک مطلاّ پوشاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بطور خادمانہ نذرانہ کے ارسال کی۔ جب ہرقل کو یہ خبر پہنچی تو اس نے فروہ کو بلوا بھیجا اور اپنے پاس بلاکر اس کو دوبارہ مسیحی مذہب میں داخل کرنے کی بے سود کوشش کی۔ جب 'خدائے تعالیٰ کے' اس 'مقدس' پر کسی ترغیب کا اثر نہ ہوا۔ تو اسے پھانسی دیکر شہید کر دیا گیا۔ لکھا ہے کہ

ص اگر تمھاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی سے زیادہ نہ ہو تو تم آسمان کی بادشاہت میں کسی طرح داخل نہ ہوگے (متی باب ۵ - ورس ۱۷ - ۲۰)

جب فروہ سے کہا گیا کہ تم اسلام ترک کر دو تو اس رومی نومسلم نے نہایت استقلال سے جواب دیا " میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو ہرگز ترک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ (اے ہرقل) تُو خوب جانتا ہے کہ یسوع مسیح نے اُن کی آمد کی پہلے سے خبر دی ہوئی ہے۔ اور تُو اگر ایمان نہیں لاتا تو صرف تجھے یہ خوف ہے کہ مبادا سلطنت ہاتھ سے نہ جاتی رہے " الغرض خدائے تعالیٰ کے مقدسوں کو تصدیعہ دینے سے مسلمانوں کی ایذا رسانی مقصود تھی۔ فروہ کی سرگذشت ملاحظہ ہو میور کی تصنیف لائیف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں۔ صفحہ ۳۸۳ و ۵۱۶۔

پیارے ناظرین! مقدسوں کا یہ " تصدیعہ " الٰہی وعدہ کے مطابق دیر پا نہیں تھا کیونکہ لکھا گیا تھا کہ " وے اُس کے قبضے میں دیئے جائیں گے یہانتک کہ ایک مدت اور مدتیں اور آدھی مدت گذر جائیگی " اب عیسائی مفسرین کے اقوال کے بموجب مذکورہ بالا ورس میں مدت سے ایک سال اور مدتوں سے دو سال اور آدھی مدت سے ½ سال مراد ہے اس طرح یہ مدت کل ۳½ سال ہوتی ہے۔ اور جب تاریخی واقعات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ۶۲۸ء کے موسم خزاں میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہرقل شاہ روم کو دعوت اسلام کا پیام پہنچا تھا۔ اس دعوت کے ساڑھے تین سال بعد یعنی جون ۶۳۲ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا دعوت کے خط اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بین بین جو زمانہ ہے اس میں مسلمانوں کو رومیوں کی طرف سے طرح طرح کی ایذائیں پہنچائی گئیں۔ سرحد شام پر موتہ کے قریب ایک مقام موآب ہے وہاں پر ہرقل کے ایک نائب شرجبیل نامی نے نہایت بے رحمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو شہید کیا۔ واضح ہو کہ یہ ظلم دعوت کے خط کے تھوڑے ہی عرصہ بعد وقوع میں آیا تھا۔ پھر اس کے ایک سال بعد ہرقل کی مسیحی رعایا نے مسلمانوں کی ایک مختصر جماعت کو جس میں پندرہ آدمی تھے تہ تیغ کر دیا پندرہ میں سے صرف ایک آدمی بچ کر نکل آیا اور اس نے اس واقعہ کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی۔ ان سب واقعات کو میور نے اپنی کتاب

لائیف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تسلیم کیا ہے۔ غرض اس مدت یعنی عرصہ ۳½ سال میں خدائے تعالیٰ کے مقدسوں کو تصدیعہ پہنچایا گیا اور وے اس کے قبضے میں رہے لیکن مدت۔ مدتیں اور آدھی مدت گذرنے کے بعد یعنی عرصہ ۳½ سال کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو ”عدالت بیٹھ“ گئی اور نہ صرف مقدسوں کا تصدیعہ بند ہوگیا بلکہ ہرقل ”سے سلطنت لے لینے“ اور ”اسے ہمیشہ کے لیئے نیست ونابود“ کر دینے کا وقت آگیا اور حق تعالیٰ کے مقدسوں نے ملک شام کو فتح کرنا شروع کر دیا۔ شاہ ہرقل کو خوف تھا کہ مسلمان ہو جانے سے کہیں سلطنت اُس کے ہاتھ سے نہ جاتی رہے اسی خوف کے مارے وہ دولت اسلام سے بہرہ مند نہ ہو سکا لیکن خدائے تعالیٰ چاہتا تھا کہ اپنے پاکباز بندوں کو زمین کا وارث بنائے اور جن مقدسوں کو تصدیعہ دیا گیا تھا اُن کے ہاتھ سے اُس کی سلطنت کو نیست ونابود کرائے اس لیئے ہرقل نے اپنی موت سے پہلے دیکھ لیا کہ اُس کی سلطنت مسلمانوں کے ہاتھ آرہی ہے۔ جب مسلمانوں نے ملک شام فتح کر لیا اور ہرقل کو اپنی سلطنت کے نہایت محبوب اور قیمتی صوبے سے دست بردار ہو کر قسطنطنیہ کی طرف مراجعت کرنی پڑی اُس وقت وہ ایک پہاڑی پر چڑھ گیا اور شام کے زرخیز سبزہ زاروں پر نظر ڈالکر اُس نے درد بھری آرزو سے کہا ”اے مقدس اور بابرکت ملک شام خدا حافظ اب مجھے امید نہیں کہ میں تیری طرف واپس آسکوں۔ نہ ہی کوئی رومی کبھی تیری زیارت کر سکے گا ہاں اگر کوئی رومی آئیگا بھی تو مارے خوف کے ڈرتا اور کانپتا رہے گا“۔ پس اب اسمیں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ چھوٹا سینگ ہرقل رومی تھا اور خدائے تعالیٰ کے مقدس لوگ مسلمان تھے ان مقدسوں کا سردار وہی ”آپ سے نکلنے والا“ پتھر تھا جس نے ”مورت کو پاش پاش کر دیا تھا“ یعنی دانیال نبیؑ کی کتاب میں جو رؤیا بطور پیشگوئیوں کے درج ہیں اُن کے مطابق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی ان پیشگوئیوں کے مصداق ہیں غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں یہ پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور مسیحیوں کا یہ

خیال کہ ان کا تعلق مسیح کی آمد ثانی سے ہے محض بناوٹ اور واقعات کی تکذیب ہے ؛

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو نہ صرف دانیال کی کتاب میں خدائے تعالیٰ کے مقدس، کہا گیا بلکہ بائیبل کی ایک اور پیشگوئی میں بھی اُن کا نام مقدّس اور قدوسی رکھا گیا ہے۔ اور یہ دوسری پیشگوئی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح صفائی سے صادق آتی ہے جس طرح دانیال نبی والی پیشگوئی۔ اور یہ دوسری پیشگوئی حسب ذیل ہے "خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اُس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُن کے لیے تھی۔ استثنا ۳۳: ۲۔ ان ورسوں میں جن دس ہزار قدوسیوں کا ذکر ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ہیں کیونکہ فاران یعنی مکّہ میں مبعوث ہونیوالا نبی جب فتح مکّہ کے وقت اس مقدّس شہر میں اپنے اللہ کے آگے سجدۂ شکر کرتا ہوا داخل ہوا تو اُس کے ہمراہ ٹھیک دس ہزار صحابہؓ تھے اور اسی گروہ کا نام خدائے تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں دس ہزار قدوسیوں کی فوج رکھا گیا تھا۔

اس پیشگوئی میں خدائے تعالیٰ کے تین مظہروں کا ذکر ہے اول حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کوہ طور پر تجلی باری تعالیٰ کے مورد ہو کر کلیم اللہ ہوئے۔ دوم حضرت مسیح علیہ السلام جن کو کوہ شعیر پر جلوہ ایزدی کا مشاہدہ ہوا۔ سوم۔ فاران کی چوٹی پر سے چمکنے والا آخری اور اتم مظہر یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فاران یعنی مکّہ میں مبعوث ہوئے۔ واضح رہے کہ مقدّس کتب کی رو سے فاران اُس میدان کا نام ہے۔ جہاں حضرت ہاجرہؑ اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جدا ہو کر اقامت گزین ہوئی تھیں۔ بنی اسمٰعیلؑ میں تواتر سے یہ روایت چلی آتی ہے کہ فاران کا میدان مکّہ معظمہ کے سوا کوئی اور دوسرا نہیں پر اس کے علاوہ چاہ زمزم جس کا ذکر پیدایش باب ۱۹ میں ہے خود اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ حضرت ہاجرہ علیہ السّلام نے اپنے میاں سے جدا ہو کر اپنے ننھے بیٹے اسمٰعیلؑ کو لے کر اس میدان میں ڈیرہ لگایا تھا۔ اب اگر اس زندہ اور بیّن شہادت کے خلاف بنی اسمٰعیل کے دشمنوں کی اپنی کوئی روایت ہو

تو وہ ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ غرض خدائے تعالیٰ کا تیسرا مظہر جس کا ذکر محولہ بالا پیشگوئی میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں اور یہ مکّہ کی پہاڑیاں تھیں جہاں سے ہدایت کا سورج تیسری دفعہ پورے کمال سے چمکا اور اسرائیل کے بھائیوں میں سے یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ایک عظیم الشان نبی پیدا ہوا۔ جس کے گرد فتح مکّہ کے قدوسیوں کی ٹھیک دس ہزار فوج جمع تھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ سال بے وطن رہ کر اپنے مولد مولوف کی طرف فاتح ومنصور ہو کر واپس آنا دنیا کی تاریخ میں ایک بے نظیر واقعہ ہے اور خدائے تعالیٰ کی ہستی کا ایک زبردست ثبوت ہے کیونکہ جس بے کسی کی حالت میں آنحضرت صلعم ہجرت پر مجبور ہوئے تھے۔ اس پر نظر ڈالنے سے ہرگز یہ امید نہیں ہو سکتی تھی کہ کسی دن یہی بے کس اور بے بس انسان مکّہ کا فاتح اور بادشاہ ہو گا اور خدائے تعالیٰ کا فرمودہ لفظ بلفظ پورا ہو کر رہے گا پس فاران پر آنیوالا نبی خدائے تعالیٰ کا چمکتا ہوا نشان اور مظہر ہے فتدبروا یا اولی الابصار۔

حضرت دانیالؑ کی کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین کی سلطنت حق تعالیٰ کے مقدّس بندوں کو دی جائے گی چنانچہ آخر اس پیشگوئی کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے موعودہ ممالک کو فتح کر کے اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ملک شام اور رومی سلطنت کے دوسرے صوبجات بھی مسلمانوں کے تحت میں آگئے اور اس طرح حق تعالیٰ کے مقدّس تمام سلطنت روم کے وارث ہو گئے۔ اور دانیال نبی کی پیشگوئی لفظ بہ لفظ پوری ہو گئی یہاں پر یہ بتا دینا بھی بے محل نہ ہو گا کہ اس پیشگوئی میں جہاں دوسرے بادشاہوں کو حیوانوں سے مشابہت دی گئی ہے وہاں ایک بادشاہ کو انسان کی شکل میں بھی دکھایا گیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ بادشاہ وہی مقدسوں کا سردار ہے جس کے پیروؤں کا نام حق تعالیٰ کے مقدّس بندے رکھا گیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ذات باری کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی بادشاہت کو انسانی شکل میں دکھایا گیا حاصل کلام

دانیال نبی کا رؤیا بھی نہو کہ نبکدنضر کے خواب کی طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور آپ کی پیشگوئی ہے۔ جو لوگ کھینچ تان کر اس کو مسیح پر چسپاں کرنا چاہتے ہیں وہ ضمیر کا خون کرتے اور روشن سورج پر چادر ڈالنا چاہتے ہیں اور خدا کے جلائے ہوئے چراغ کو پھونک مار کر بجھانا چاہتے ہیں مگر وہ یاد رکھیں ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ٭ کسے کو پف زند ریشش بسوزد

Digitized by Khilafat Library

اِسلام کے اصول

اسلام کے مخالف بہت دفعہ اُس پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ اسلام انسانی جذبات کو اُکساتا ہے وہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور طلاق سے نہیں روکتا۔ مگر وہ یہ تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ کہ ان خیالات کے ماتحت وہ اس لعنت کی بھی تشریح کریں۔ جو کہ اسلام نے شراب خوری مردوں اور عورتوں کے میل جول۔ اور جوا بازی........ پر کی ہے۔ ایک ایسا مذہب کہ جس کا رجحان عیش و عشرت اور شہوت پرستی کی طرف ہو ممکن ہے کہ قدیم روما کے عیش و عشرت اور شراب خوری کی اجازت نہ دے۔ لیکن موجودہ زمانے کے ناچ گھر کی رنگین خوشیوں سے محروم نہیں رکھ سکتا۔ وہ شراب خوری کی ضرور اجازت دے دیتا۔ اگرچہ وہ اُس کو مذہبی رسومات کا جزو بننے کی عزت نہ دیتا۔ وہ ضرور جوا بازی کی اجازت دیدیتا۔ اگرچہ وہ اس کو مذہبی تہواروں کی رونق کا لازمہ قرار نہ دیتا۔ مگر جب ان خیالات کی طرف مخالفین اسلام کی توجہ کو منعطف کیا جاتا ہے۔ تو وہ کہہ دیتے کہ اسلام بہت ہی تنگ اور خشک مذہب ہے۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ وہ تنگی خیالات سے ایسا ہی متنفر ہے۔ جیسا کہ وہ اس عیش و عشرت اور شراب خوری سے بعید ہے۔ جس کو کہ بہت سے مذاہب کے بانیوں نے یا تو مذہبی رسومات کی تکمیل کے لئے ضروری سمجھا ہے یا ان موقعوں پر انکے استعمال کئے جانیکی اجازت

دی ہے۔ تو کیا پھر اسلام اضداد کا ایک مجموعہ ہے؟ اسلام کے مخالف اس سوال کے جواب میں کہیں گے۔ کہ "ہاں"، مگر ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ عقل اس کے جواب میں کیا کہتی ہے......... قرآن مجید فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ کہ خداوند کریم کسی انسان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ وہ خواہشات اور شہوات جو کہ قدرتی ہیں۔ اور جو کہ خدا نے انسان کو دی ہیں۔ ان میں کوئی بُرائی نہیں ہو سکتی۔ اور شہوت کی موجودگی بذاتہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ اور چونکہ ہم قدرت کے خلاف نہیں چل سکتے۔ اس واسطے ہم قدرتی شہوات اور خیالات کو ردّ نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہمارا کام یہ ہے۔ کہ اُنکو راستے پر چلائیں۔ جیسا کہ انتقام لینے کی خواہش ایک قدرتی امر ہے۔ اور شائستہ اقوام نے زیادہ سے زیادہ یہ کیا ہے کہ اس کو فوجداری قانون کی زنجیر سے جکڑ دیا ہے۔ اسی طرح شہوت بھی ایک قدرتی امر ہے۔ اور ترقی یافتہ جماعتوں نے (بجائے اسکے کہ وہ اس کو تجرد کی کڑی زنجیر سے روک دیتے) اسپر قوانین ازدواج کی بنیاد رکھی ہے۔ جس طرح کہ مسیح کے اس حکم نے کہ "کسی کو جان سے مت مارو"۔ دنیا سے پھانسی کی سزا کو موقوف نہیں کر دیا۔ اور نہ ہی ہر قسم کے جنگ و جدال کو روک دیا ہے۔ اسی طرح تمام حالات کے ماتحت ایک ہی بیوی کرنے کا اصول اٹل قانون نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی شادی صرف اسی صورت میں شرعی شادی ہو سکتی ہے۔ کہ جو مرد اور عورت ایک دفعہ ملجاویں۔ وہ کسی صورت میں بھی ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوں۔ ہر ایک ملکی قانون آسانی کی ضرورت کو محسوس کرتا ہے۔ اور اس میں مستثنیات ہوتے ہیں تو پھر کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ خداوند کریم کا بھیجا ہوا قانون یعنی قرآن شریف جو کہ نہ تو تبدیل ہونیوالا تھا اور نہ اس کی کوئی ترمیم ہو سکتی تھی۔ اس قدر سخت اور اٹل ہوتا۔ کہ اسمیں کسی مستثنیات کو کسی حالت میں بھی دخل نہ ہوتا۔ لیکن یہ ضروری ہے۔ کہ مستثنیات کی صاف صاف توضیح کی جاوے۔ جیسا کہ اسلام نے کیا ہے۔ اور ان مستثنیات کو کبھی بھی قانون کی جگہ نہیں لے لینی چاہیئے۔ عورتوں اور مردوں کے ملاپ کے بارہ میں

بڑی دقت یہ ہے۔ کہ خاصکر اسلامی ہندوستان میں پُرانے وضع کے آدمی بڑی سختی سے عورتوں کو قید رکھتے ہیں یہ رواج صرف رسوم پر مبنی ہے جو بعد میں پیدا ہوگیا بغیر اس کے کہ اسلام کا اس بارہ میں کوئی حکم ہو اور نئی روشنی کے لوگ چاہتے ہیں کہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ عام طور پر میل جول کرنے کے لیئے کسی قسم کی رُکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ مردوں اور عورتوں میں بلا تکلف میل جول سے کہ جس کی اجازت اسلام صرف بیوی اور خاوند اور محرم لوگوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں دیتا ایسے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو کہ قانون ازدواج کے لیئے ایسے ہی مضر ہوں۔ جیسا کہ ایک ایسی سوسائٹی میں جہاں انتقام لینے کی خواہش قوانین کے ذریعہ سے جکڑی گئی ہو کسی کو مارنے کی دھمکی امن عامہ میں مخل ہو سکتی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ مرد اور عورت کے بے روک اور کھلے ملاپ سے قوائے شہوانی جوش میں آتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ وہ بدکاریاں ہوتی ہیں۔ جو کہ ایک شائستہ سوسائٹی کے لیئے باعثِ ننگ ہیں۔ مگر چونکہ قوائے شہوانی کا جوش میں آنا قدرتی امر ہے۔ اسواسطے ازدواج اور محرمات وغیرہ کے قانون کی ضرورت ہے۔ شرابخوری اور جوا بازی قدرتی خواہشات نہیں ہیں۔ اسواسطے اسلام نے انکو بالکل روک دیا ہے۔ کیونکہ اسلام کا یہ اصول ہے۔ کہ جبکہ وہ "قدرتی شہوات کو بذریعہ قانون سیدھے راستہ پر چلاتا ہے۔ تو ایسی خواہشات کو جو کہ قدرتی نہیں ہیں۔ سرے سے روک دیتا ہے۔ یہی اصول ہے جس کے ذریعہ اسلام کے مختلف اصولوں کی باہم موافقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور یہ موافقت بالکل معقول ہے۔ اگر ہم مندرجہ ذیل دو اصول سمجھ لیں۔ جنپر اسلامی احکام کی بنیاد ہے۔ (۱) قدرتی خواہشات اور شہوات کو ہرگز روکنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ اُن کو راہِ راست پر چلانا چاہیئے۔ (۲) ایسی خواہشات اور شہوات کو جو کہ قدرتی نہ ہوں بالکل روک دینا ہی سب سے عمدہ علاج ہے ؛

ترجمہ از

کامریڈ۔ کلکتہ

طریق وصول الی اللہ

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی پیدائش کی علت غائی عبادت ہے اور عبادت کا انجام ہے خدائے تعالیٰ اپنے خالق میں محو ہونا اب خدا کو پانے کے ذرائع وابتغوا الیہ الوسیلۃ کے ارشاد کی تعمیل میں معلوم کرنے چاہئیں۔ جو میرے نزدیک یہ ہیں۔

(۱) اس سچے خدا کی تلاش کی جائے۔ جو تمام عیبوں سے منزہ اور تمام نقصوں سے مبرّا ہے۔ جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے۔ پھر متصرف بالارادہ۔ اور متکلم ہے اپنی جناب میں عاجزی سے پکار کرنے والوں کی دعائیں سنتا اور ان کو جواب دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ لہ دعوۃ الحق۔ والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیٔ الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ۔ وما دعاء الکٰفرین الا فی ضلال۔

پکارے جانیکا حق اسی کو پہنچتا ہے۔ جو لوگ اس کے سوا کسی اور کو پکارتے ہیں وہ معبودان باطل کچھ جواب نہیں دیتے۔ ان سے کسی نفع یا جواب کی امید ایسی ہی ہے جیسے کوئی پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے۔ کہ پانی اس کے منہ میں خود بخود آپڑے اور یوں تو کبھی ہونے کا نہیں۔ پس کافروں کی پکار ضائع ہی جاتی ہے۔

(۲) اس کے حسن پر اطلاع پائی جائے۔ کہ جس قدر خوبیاں مخلوقات میں پائی جاتی ہیں یا انسان کے ذہن میں آسکتی ہیں وہ سب کی سب اس ذات والا صفات میں موجود ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی شان میں فرماتا ہے (۱) لیس کمثلہ شیٔ۔ (۲) ولہ المثل الاعلےٰ۔ (۳) قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ وہ اپنی ذات وصفات میں یگانہ ہے۔ وہ اپنی خوبی اپنے کمال اپنے علو میں کسی کا محتاج نہیں۔ اس کا کوئی ہمسر کوئی ہمتا نہیں۔

(۳) اس کے احسانوں کا مطالعہ کیا جائے جس کی یہ صفتیں ہیں۔ رب العٰلمین۔ الرحمٰن
الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ تمام مخلوقات عالم کا خواہ وہ از قسم جمادات ہو یا
نباتات یا حیوانات۔ وہی پرورش کرنے والا ہے وہ انہیں آہستہ آہستہ کمال تک
پہنچاتا ہے۔ وہ بے مانگے۔ زندگی بخش اسباب بہم پہنچانے والا۔ اعمال پر ثمرات
مرتب کرنے والا۔ پھر مارنے و فنا کرنے پر قادر۔ اور جزا و سزا میں کامل اختیارات
رکھنے والا ہے۔ اس کے ہم پر ایسے ایسے انعامات ہیں کہ ہم شمار نہیں کر سکتے۔ اور
کیونکر گن سکیں جبکہ ارشاد ہوتا ہے وان تعدوا نعمۃ اللّٰہ لاتحصوھا۔

(۴) جناب باری تعالیٰ میں دعا کی جائے۔ سورہ بقرہ رکوع ۲۳ میں فرماتا ہے واذا
سئلک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان
فلیستجیبوالی۔ میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو انہیں بتادو میں
بہت قریب ہوں۔ پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں۔ پس مجھ پر ایمان پیدا کرو۔
مجھ ہی سے طلب کرو۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ ادعونی استجب لکم۔ دعا مانگو
میں قبول کروں گا۔

(۵) مجاہدہ یعنی اپنا مال۔ اپنی جان۔ اپنی طاقت خدا کی راہ میں خرچ کرنا۔ انما المؤمنون
الذین اٰمنوا باللّٰہ و رسولہ ثم لم یرتابوا۔ وجاھدوا باموالھم
وانفسھم فی سبیل اللّٰہ اولٰئک ھم الصادقون۔ اور یہ بات عملی
زندگی میں نظر آئے یعنی اپنا مال اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کردے اس کا نتیجہ
کیا ہوگا۔ ثمرہ کیا ملیگا۔ اس محبوب حقیقی سے وصال چنانچہ فرماتا ہے۔ والذین
جاھدوا فینا لنھدینھم سُبُلنا۔

(۶) استقامت۔ ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثمّ استقاموا تتنزّل علیھم الملٰئکۃ
الّا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ نحن اولیاءکم
فی الحیوٰۃ الدنیا والاٰخرۃ۔ اللہ کو اپنا ربّ سمجھنا اور پھر اسپر استقامت۔
واقع میں جو اللہ کو اپنا ربّ یقین کرے پھر وہ کسی گناہ میں نہیں پڑتا۔ چور چوری

کیوں کرے اگر اسے یقین ہو کہ اللہ میری ربوبیّت کرنے والا خیر الرازقین ہے۔ انسان غیر کے دروازے پر کیوں گرے جب وہ خدا پرست ہو کہ یہ آواز فرشتوں کی زبانی سن رہا ہو کہ ہم دنیا و آخرت میں تیرے والی تیرے ناصر ہیں۔

(۷) صحبتِ صادقین۔ فرماتا ہے۔ کونوا مع الصادقین۔ صادقوں کی صحبت میں رہو اور ارشاد ہوتا ہے واصبر نفسك مع الذین یدعون ربهم بالغداوۃ والعشی یریدون وجهه (کہف) انسان جب کسی صادق سے اپنا تعلق بڑھاتا ہے اور اس کی ذات کے ساتھ اپنی روح کو پیوست کر لیتا ہے تو اس غذا سے حصہ پا کر غیر معمولی نشو ونما حاصل کرتا ہے۔ جو وہ سرچشمۂ حقیقی سے پا رہا ہوتا ہے۔

(۸) خواب۔ کشف۔ الہام۔ وحی کہ خدا پر سچا یقین پیدا کرنے کے لئے سب سے بڑھکر یہی ذریعہ ہے۔ لهم البشرٰی فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ۔

(اکمل)

قرآن شریف کی ایک پیشگوئی

حامداً و مصلیاً۔ مسیحی صاحبان کا یہ گمان ہے۔ کہ قرآن شریف میں صرف ایک ہی پیشگوئی ہے جو کہ سورہ روم کے ابتداء میں ہے یعنی آیت غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۝ یعنی سلطنت روم (ایرانیوں کے ہاتھ سے) مغلوب ہو چکی ہے۔ نزدیک کی زمین میں۔ لیکن رومی مغلوب ہونے کے بعد دس سال کے اندر غالب ہونگے۔ چونکہ پادری صاحبان کا خیال ہے کہ قرآن شریف میں مندرجہ بالا پیشگوئی کے سوا اور کوئی پیشگوئی نہیں ہے اور یہ کہ اسلام کی صداقت کا سارا دار و مدار

صرف اسی ایک ہی پیشگوئی پر ہے اس لیئے اُنہوں نے اس پیشگوئی کو مٹانے کے لیئے ناخنوں تک زور لگایا ہے چونکہ اُن کے دلوں میں یہ وہم تھا کہ یہ ایک ہی ستون ہے جس نے اسلام کی عمارت کو سہارا ہوا ہے اور یہ ایک ہی شہادت ہے جو اہل اسلام قرآن شریف کے مُنزل مِن اللہ ہونے کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں۔ اور یہ اگر ہم اس ستون کے گرانے میں کامیاب ہوگئے تو اسلام کی ساری عمارت گر جائیگی اور مسلمانوں کے ہاتھ میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں رہے گا کہ قرآن شریف خدائے تعالےٰ کا کلام ہے اس لیئے اُنہوں نے اس پیشگوئی پر حملے کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اور جہاں تک اُن کی طاقت تھی اُنہوں نے اس کے مٹانے کے لیئے زور لگایا ہے اس لیئے پیشتر اس کے کہ ہم مسیحی صاحبان کے اُن حملوں کا جواب دیں جو اُنہوں نے اس پیشگوئی پر کیئے ہیں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اُن کے اس خیال باطل کو دُور کیا جاوے کہ قرآن شریف میں صرف یہی ایک پیشگوئی ہے اس کے سوا اور کوئی پیشگوئی نہیں۔ پادری صاحبان کا یہ خیال بالکل ایک دھوکہ ہے جسکو سُنکر وہ سخت مایوس ہوں گے کہ قرآن شریف میں یہی ایک پیشگوئی نہیں بلکہ اس میں ہزارہا پیشگوئیاں ہیں جو قرآن شریف کی صداقت کے لیئے بطور گواہ کے ہیں۔ یہ سب پیشگوئیاں ایسے وقت میں شائع کی گئیں جبکہ کوئی انسان اُن واقعات کی خبر نہیں دے سکتا تھا جن کی اُن میں خبر دی گئی ہے ان میں سے بہت سی پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ بہت سی آپ کی وفات کے بعد کے آنیوالے واقعات کی خبر دیتی ہیں چنانچہ ان میں سے بعض موجودہ زمانہ کے حالات کا نقشہ کھینچتی ہیں اور بعض ایسی پیشگویاں ہیں جو اس زمانہ کے بعد پوری ہونگی۔ غرض قرآن شریف کی پیشگوئیاں دنیا کے انجام تک کی خبر دیتی ہیں بلکہ اس دنیا کے خاتمہ کے بعد بھی قرآنی پیشگوئیاں اپنا رنگ دکھائیں گی۔ اور نہ صرف اسی زندگی میں ہم قرآنی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں بلکہ جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو کر دوسرے عالم میں قدم رکھیں گے وہاں بھی اسکی طاقت کو ہم مشاہدہ کریں گے۔ اس مضمون میں اس قدر گنجائش نہیں کہ ہم ان پیشگوئیوں پر مفصل بحث کروں

مگر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحبان کو جو دھوکہ لگا ہوا ہے اس کے دُور کرنیکے لیئے بعض پیشگوئیوں کا یہاں ذکر کیا جاوے۔ تا اُن کو معلوم ہو کہ ایک ہی پیشگوئی پر بس نہیں بلکہ قرآن شریف میں اور بھی پیشگوئیاں ہیں اور قرآن شریف کی صداقت پر بحث کرتے ہوئے انہیں سب قرآنی خبروں کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

مَیں پہلے اُن پیشگوئیوں میں سے چند ایک بطور نمونہ کے پیش کرتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سے اکثر پیشگوئیاں مکہ میں نازل ہوئیں۔ جب کہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسلام کا انجام کیا ہوگا۔ اور جبکہ مکہ معظمہ کے غریب معدودے چند نو مسلم اپنے زبردست دشمنوں کے ہاتھوں سے طرح طرح کی اذیتیں اور دُکھ اُٹھا رہے تھے۔ اس بے کسی۔ کس مپرسی اور ضعف کی حالت میں جو پیشگوئیاں شائع کی گئیں ناظرین ذرا اُن کی طاقت اور شوکت پر غور کر کے بتائیں کہ کیا یہ ایک بیکس ضعیف انسان کی باتیں ہیں یا قادر مطلق۔ عالم الغیب خداوند کا مقتدرانہ کلام ہیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱) فَكَفَرُوا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ (الصّٰفّٰت۔ ۵)

تیرے مخالفوں نے اس قرآن کا انکار کیا ہے۔ اُن کو جلدی پتہ لگ جائے گا۔ ہمارا وعدہ اپنے بندوں کے بارے میں جن کو ہم رسول بنا کر بھیجتے ہیں پہلے سے ہو چکا ہے۔ کہ وہی مظفر و منصور ہونگے اور ہماری جماعت ہی غالب رہیگی۔ پس تُو کچھ عرصہ تک ان لوگوں سے مُنہ پھیر لے۔

(۲) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ (زمر۔ ۴) کیا اللہ اپنے بندہ کیلیئے کافی نہیں ہے؟ یعنی دشمن خواہ کتنا ہی زور لگائیں اُن کی ایک پیش نہ جائے گی کیونکہ اکیلا خدا اپنے بندہ کی امداد کے لیئے کافی ہے۔

(۳) بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ

(انبیاء-۲) بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینکیں گے اور حق باطل کو توڑ دے گا اور باطل فنا ہو جائیگا۔ یعنی اسلام باطل کو پاش پاش کر دے گا۔

(۴) مکّہ کے مغرور قریش غریب مسلمانوں کی بے کسی کو دیکھکر تکبّر کے نشہ میں پوچھتے أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ (مریم-۵) ہر دو فریق میں سے کس فریق کی حیثیت اور درجہ اچھا ہے اور کس فریق کی جماعت اور مجلس بہتر ہے۔ اس سوال کے جواب میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ یعنی (یہ لوگ اپنے جتھے کا گھمنڈ نہ کریں)۔ ان سے پہلے کئی ایسی سنگتیں گذر چکی ہیں جن کا مال و اسباب اور جن کی نمود ان کی نسبت بہت زیادہ تھی مگر (جب انہوں نے ہمارے رسولوں کی تکذیب اور مخالفت کی تو) ہم نے ان کو ہلاک کر دیا (ایسا ہی اب ان کا حال ہوگا) پھر فرمایا فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۝ یعنی ان کو جلدی معلوم ہو جائے گا کہ ان دونوں فریقوں میں سے کس کی حالت بُری ہے اور کس کا جتھا کمزور ہے۔

(۵) أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ۝ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ (قمر-۳) کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لینے والی جماعتیں ہیں۔ یہ جماعت ہزیمت اُٹھائے گی اور پیٹھ دیکر بھاگیں گے۔ یعنی اگرچہ اسوقت ان کو اپنی کثرت اور طاقت کا گھمنڈ ہے مگر وقت قریب ہے کہ یہ جماعتیں انہی غریب مسلمانوں کے ہاتھ سے شکست کھائیں گی اور یہ مغرور قریش اِن بے کس مسلمانوں کے آگے پیٹھ دے کر بھاگیں گے۔

(۶) أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ (انبیاء-۷) میرے صالح بندے زمین کے وارث ہوں گے۔ یعنی اگرچہ اس وقت مسلمانوں کی جماعت کفار کی نظر میں بہت قلیل دکھائی دیتی ہے مگر ہمارا قدیم سے یہ وعدہ ہے کہ ہم اپنے صالح بندوں کو ملک کا وارث کرتے ہیں پس اب بھی ایسا ہی ہوگا

یعنی اُن کے دشمن ہلاک ہو جائیں گے اور یہی قلیل جماعت آخر اس ملک کی وارث ہو گی۔

یہ ہیں چند پیشگوئیاں بطور نمونہ کے جو مکّہ معظمہ میں اُس وقت شائع کی گئیں جبکہ اسلام کے طاقتور اور زور آور دشمن دن رات اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ اسلام کے نئے پودے کو بالکل جڑھ سے اُکھاڑ کر اُس کو نیست و نابود کر دیں اور جو چند غریب مسلمان مکّہ شریف میں پائے جاتے تھے اُن کو طرح طرح کے دکھ دیئے جا رہے تھے۔ اب میں پادری صاحبان سے ہی سوال کرتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ آیا یہ زبردست پیشگوئیاں جو سخت زیر دستی کی حالت میں شائع کی گئی تھیں۔ نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوئیں یا نہ۔ پادری صاحبان سے میں یہ سوال اس لئے کرتا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ وہ ان کے پورا ہونے سے ہرگز انکار نہیں کر سکتے۔ یہ پیشگوئیاں ایسی صفائی سے پوری ہوئیں کہ خواہ کوئی کیسا ہی متعصب کیوں نہ ہو وہ اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جن حیرت انگیز امور کی خبر ان آیات کریمہ میں قبل از وقت دی گئی تھی وہ امور بالکل ان پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوئے۔ اور نہ پادری صاحبان اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ جب ان عظیم الشان پیشگوئیوں کا اعلان مکّہ معظمہ میں کیا گیا اُس وقت مسلمانوں کی حالت نہایت ہی قابل رحم تھی اور اُن کے دشمن اُس وقت اپنی طاقت کے معراج پر تھے اور کوئی انسان نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ کمزور انسان جو نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے اور اُس کی کمزور جماعت اپنے طاقتور اور زبردست دشمن پر غالب آئیں گے کون اُس وقت بتا سکتا تھا کہ مکّہ معظمہ کے صنادید جو گرم پتھروں اور جلا دینے والے کنکروں اور جنگل کی جلتی ہوئی ریت پر غریب مسلمانوں کو پکڑ کر لٹاتے اور دُکھ دیتے تھے وہ انہی مسلمانوں کے سامنے ایک دن پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ اگر مسیحی صاحبان میں کچھ انصاف ہے اور سچائی سے کچھ بھی پیار ہے تو وہ ضرور شہادت دینگے کہ اُس وقت کسی انسان کی طاقت میں نہیں تھا کہ ایسی چونکا دینے والی خبروں کا ایسے ناگفتہ بہ حالات کے ماتحت

اعلان کرتا۔ پھر دیکھو کہ یہ پیشگویاں کسی شیخی باز کی بڑ نہ تھی بلکہ سچے واقعات کی قبل از وقت ایسے حالات کے ماتحت خبر دیتی تھیں کہ جن حالات کے ماتحت یہ واقعات انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ کیا کوئی مسیحی انکار کر سکتا ہے کہ جن واقعات کی خبر ان آیات کریمہ میں دی گئی تھی وہ بالکل سچے واقعات ثابت ہوئے؟ کیا سچ مچ ہجرت کے قریباً ایک سال بعد ہی مکہ کے قریش انہی غریب مسلمانوں کے سامنے پیٹھ دیکر نہ بھاگے جن کو وہ سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور جن کے نیست ونابود کرنے کے وہ درپے ہو رہے تھے؟ دیکھو یہ مکی پیشگویاں کیسے حیرت انگیز طور سے پوری ہوئیں۔ اور طرفہ یہ کہ اُن کے پورا ہونے کے وقت تک بھی کسی کو گمان نہ تھا کہ ایسا ہوگا۔ کیا بھلا جب مکہ کی وادی کا سردار ابوجہل دیگر صنادید مکہ کے ہمراہ بدر کے میدان کی طرف ایک لشکر جرار لے کر روانہ ہوا کیا اُس وقت اُس کے وہم وگمان میں تھا کہ ۳۱۳ ناتجربہ کار۔ اور بے ساز وسامان مسلمانوں کے ہاتھ سے اُس کا لشکر سخت ہزیمت اُٹھائے گا اور وہ خود اور اُس کے دیگر متکبر ہمراہی بدر کے ریگستان میں ہلاک ہوں گے اور اُس کے کوچ کے چند روز بعد ہی مکہ کا شہر ایک ماتم کدہ بن جائے گا اور اُس میں کوئی ایسا گھر نہ ہوگا جس سے چیخنے اور چلانے کی دردناک آواز برپا نہ ہوگی۔ وہ تو بڑے گھمنڈ کے ساتھ گانے والی عورتیں ساتھ لے کر مکہ سے نکلا تھا اور اُس کا ارادہ تھا کہ بدر کے میدان پر جاکر جشن کرے گا اور کُل عرب کو مسلمانوں کے مقابل میں اپنی طاقت اور شوکت کا نظارہ کرائے گا۔ اُس کو کیا معلوم تھا کہ میں اپنے ہمراہیوں کو موت اور ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنے کے لیئے لیجا رہا ہوں۔ غرض وہ عجیب اعلان تھے جو مکہ کے شہر میں ڈنکے کی چوٹ سے سنائے گئے اور اُنہوں نے نہایت ہی حیرت انگیز طور سے دنیا کی اُمیدوں کے بالکل برخلاف اپنی صداقت کو ظاہر کیا۔ ان مکی اعلانوں میں نہ صرف خدائے تعالیٰ کا علیم اور خبیر ہونا پایا جاتا ہے بلکہ ان سے اُس کا قدیر۔ عزیز۔ اور ذو انتقام ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے ان پیشگویوں کے ذریعہ

آسمان سے یہ شہادت دی کہ مکّہ میں جو شخص نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے وہ میری طرف سے ہی اور میں اُس کے ساتھ ہوں اور میں اُس کو فتح دوں گا اگرچہ بظاہر کوئی آثار فتح کے نظر نہیں آتے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ جس وقت اُس نے اپنے بندوں کو فتح بخشی اُس وقت بھی کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ان کو فتح حاصل ہوگی۔ مسیحی صاحبان انصاف کریں۔ وہ کیسی عجیب باتیں تھی جن کا اعلان مکّہ کی گلیوں میں کیا گیا۔ کیا اُس وقت اس مکّہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ کہنا عجیب نہ تھا کہ میرے پیرو اس ملک کے وارث ہونگے؟ اور پھر کیا یہ عجیب بات حقیقی طور پر سچی اور درست ثابت نہ ہوئی۔ کیا یہ پیشگوئی اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت نہیں کہ وہ سچا نبی تھا جس نے اس سچی اور زبردست پیشگوئی کو شائع کیا۔

مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت اور بھی نازک تھی۔ کیونکہ مکّہ معظمہ میں تو صرف ایک قریش ہی دشمن تھی مگر مدینہ منورہ میں ہجرت کرنے کے بعد نہ صرف قریش مسلمانوں کی بیخکنی پر پہلے سے بھی زیادہ آمادہ ہوگئے۔ بلکہ ریگستان عرب کے بے شمار قبائل نے بھی قریش کی طرح مسلمانوں کو دُکھ دینے پر کمر باندھ لی۔ اور اُن پر متواتر حملے کرنے شروع کر دیئے۔ اور انہی پر بس نہ تھی۔ خود مکّہ کے اندر ایک جانی دشمنوں کی جماعت تھی جو اپنے تئیں مسلمان ظاہر کرتے تھے مگر دراصل مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے۔ اور ان کے علاوہ یہود کے کئی ایک طاقتور قبائل تھے جن کے سینوں کے اندر حسد کی آگ شعلہ زن تھی اور جو مسلمانوں کے استیصال کے لیئے عرب کے قبائل کو اُکساتے تھے اور جنہوں نے مسلمانوں کے برخلاف کل جزیرہ عرب میں پھر کر جنگ کی آگ بھڑکانے کے لیئے جان توڑ کوششیں کیں۔ پھر یہ دشمنی جزیرہ عرب تک ہی محدود نہ رہی بلکہ عرب کے حدود پر جو زبردست سلطنتیں ایرانیوں اور رومیوں کی تھیں اُنہوں نے بھی مسلمانوں کے برخلاف سر اُٹھایا اور چاہا کہ اس نئے مذہب کا خاتمہ کردیں۔ ایسے مشکلات کے ماتحت پھر خدائے تعالیٰ کی وحی نے نصرت اور کامیابی کی خوشخبری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنائی۔ چنانچہ چند آیات مدنی سورتوں کی یہاں نقل کیجاتی

ہیں جو نصرت اور تائید کے وعدوں پر مشتمل ہیں:۔

(۱) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِي - اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (مجادلہ-۳) اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور ضرور غالب آئیں گے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ طاقتور اور زبردست ہے۔

(۲) اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (مجادلہ-۳) یہی لوگ (یعنی صحابہ کی جماعت) خدائے تعالیٰ کا گروہ ہیں۔ آگاہ رہو کہ ضرور خدائے تعالیٰ کا گروہ ہی کامیاب ہوگا۔

(۳) اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (مجادلہ-۱) جو لوگ کہ خدائے تعالیٰ اور اُس کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں وہ اسی طرح ہلاک کیئے جاویں گے جیسے کہ وہ لوگ ہلاک کیئے گئے جو اِن سے پہلے تھے۔

(۴) وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ (فتح-۱) اور اللہ تعالیٰ ایک زبردست مدد کے ساتھ تیری نصرت کرے گا۔

(۵) وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ (مائدہ-۱۰) اللہ تعالیٰ لوگوں سے تجھے بچائے گا۔ یعنی اگرچہ ہزارہا آدمی تیرے خون کے پیاسے ہیں۔ مگر کسی کو اپنے بد ارادے میں کامیابی حاصل نہ ہوگی اور خدائے تعالیٰ تیری جان کی حفاظت فرمائے گا۔

(۶) قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ یعنی اپنے منکروں کو کہہ دے کہ تم مغلوب کیئے جاؤ گے۔ (آل عمران-۲)

اب میں پادری صاحبان کے فیصلہ پر ہی یہ امر چھوڑتا ہوں کہ آیا یہ پیشگویاں پوری ہوئیں یا نہ۔ مثلاً کیا خدائے تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ میں تیری جان کی حفاظت کروں گا سچا نکلا یا نہ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی گھمسان کی لڑائیوں میں شریک تھے اور دشمنوں کے خاص حملوں کا نشانہ رہے بلکہ لڑائیوں کے علاوہ بھی آپ کی جان پر کئی کوششیں کی گئیں۔ مگر خدائے تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کی جان کو محفوظ رکھا۔ مسیحی صاحبان خود قیاس کر سکتے ہیں کہ دشمنوں نے جو اسلام کا نام و نشان مٹانے کے

در پے تھے کیا کیا کوششیں آپ کی جان کے لینے کے لیئے نہ کی ہونگی۔ یہودیوں نے ایک سے زیادہ دفعہ آپ کو قتل کرنا چاہا۔ چکّی کے پاٹ کے نیچے آپ کو کچل ڈالنے کا منصوبہ کیا گیا۔ زہر دی گئی۔ مکّہ سے ابوسفیان نے ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے لیئے مدینہ میں مخفی طور پر روانہ کیا۔ خود فتح مکّہ کے دن آپ کو قتل کرنیکی تدبیر کی گئی۔ اُحد کی لڑائی میں ایک فوج نے آپ کی ذات پر دھاوا کیا چنانچہ آپ کے دانت مبارک بھی شہید کیئے گئے۔ آپ کے خود کی کنڈیاں آپ کے رخساروں میں دھس گئیں اور آپ کو اور بھی زخم پہنچے۔ بلکہ ایک شیطان نے یہ بھی کہہ دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل ہو چکے ہیں۔ ان تمام کوششوں کے باوجود اور ان تمام خطرات کے ہوتے ہوئے خدائے تعالیٰ نے آپ کو یہ بشارت دی کہ آپ کی جان دشمن کے ہاتھ سے ہمیشہ محفوظ رہیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کیا پادری صاحبان اس پیشگوئی کے وجود سے اور اس کے پورا ہونے سے انکار کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

پیشتر اس کے کہ میں اُن پیشگوئیوں کی طرف رجوع کروں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بعد کے واقعات کی خبر دیتی ہیں دو اور پیشگوئیوں کو بھی یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو آپ کی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (دخان - ۱) پس تو منتظر رہ اُس دن کا جب کہ آسمان ایک کھلا کھلا دھواں لائے گا۔ جو کہ آدمیوں کو ڈھانک لے گا۔ یہ درد دینے والا عذاب ہے۔ یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوئی اس کی کیفیت صحیح بخاری کی مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہو جائے گی۔ حدثنا عثمان بن ابی شیبہ قال حدثنا جریر عن منصور عن ابی الضحیٰ عن مسروق قال کنا عند عبد اللّٰہ فقال ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لما رای من الناس ادبارا قال اللھم سبعا کسبع یوسف فاخذتھم سنۃ حصت کل شیٔ حتّٰی اکلوا الجلود و المیتۃ و الجیف وینظر احدھم الی السماء فیری الدخان من الجوع فاتاہ ابو سفیان فقال یا محمد انک تامر

بطاعة الله و بصلة الرحم و ان قومك قد هلكوا فادع الله لهم قال الله تعالیٰ فارتقب یوم تأتی السماء بدخان مبین الیٰ قوله عائدون یوم نبطش بطشة الکبریٰ فالبطشة یوم بدر و قد مضت الدخان والبطشة واللزام و آیة الروم۔ (صحیح بخاری جزو اوّل صفحہ ۱۴۱)

یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگوں نے حق کی طرف سے پیٹھ پھیرلی ہے تو آپ نے دعا کی کہ اے خدا، تو ایسے ہی سات سال قحط کے بھیج جیسا کہ تُو نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں سات سال کا قحط بھیجا تھا۔ (تاکہ لوگ خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کریں) چنانچہ (اس دعا کے مطابق) ایسا قحط پڑا جو ہر ایک چیز کو کھا گیا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے چمڑے اور مردے۔ اور مرداروں کی لاشیں کھانی شروع کردیں اور جب کوئی آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتا تو بھوک کی وجہ سے اُس کو آسمان دُھوآں دھار نظر آتا۔ جب یہاں تک نوبت پہنچ گئی تو آپ کے پاس ابوسفیان آیا اور اُس نے آکر عرض کی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تُو خدائے تعالیٰ کی فرمانبرداری اور صلہ رحمی کا حکم کرتا ہے اور تیری قوم قحط کی وجہ سے ہلاک ہوگئی ہے۔ پس تُو خدا کے پاس دعا کر کہ یہ قحط دُور ہو جاوے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَأْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۝ اور پھر فرمایا ہے یوم نبطش بطشة الکبریٰ۔ پس بطشة کی پیشگوئی بدر کے دن پوری ہوئی۔ دخان کی پیشگوئی۔ بطشة کی پیشگوئی اور لزام (فسوف یکون لزاما۔ سورہ فرقان) کی پیشگوئی یہ سب پیشگوئیاں پوری ہوچکی ہیں۔ غرض دخان کی پیشگوئی جس کی نسبت خدائے تعالیٰ فرماتا ہے هٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وہ سخت قحط کے ذریعہ پوری ہوئی اور جب لوگوں کو بھوک کی وجہ سے آسمان دھوآں دھار نظر آنے لگا اُسوقت اُن کو یہ پیشگوئی جو خدائے تعالیٰ نے مکہ میں نازل فرمائی تھی یاد آگئی۔ یعنی فارتقب یوم تأتی السماء بدخان مبین۔ یغشی الناس۔ هٰذا عذاب الیم۔ اُس وقت اُن کو اس پیشگوئی کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آگیا اور جو نقشہ

پیشگوئی مذکورہ نے لفظوں میں قبل از وقت کھینچا تھا جب وہی نقشہ اُن کی نظروں کے سامنے آگیا اور واقعات کی تصویر اُس لفظی تصویر کے بالکل مطابق ہو گئی تو اُس وقت لوگ بول اُٹھے کہ یہ وہی عذاب الیم ہے جس کی سورہ دخان میں خبر دی گئی تھی ؂

مکّی سورتوں میں ایک اور بھی عجیب پیشگوئی ہے۔ وہ خدائے تعالیٰ کا کلام جو مکّہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اُسی کلام الٰہی میں ایک آیہ کریمہ یہ ہے۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (سورہ قصص - ۹) یعنی جس خدائے تعالیٰ نے تجھ پر قرآن کا حکم فرض کیا ہے وہ تجھے پھر وطن کی طرف واپس لائے گا۔ اس آیت کریمہ میں دو پیشگوئیاں شامل ہیں یعنی خدائے تعالیٰ نے دو امور کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از وقت خبر دی اوّل یہ آپ کو اپنے وطن سے ہجرت کرنی پڑیگی دوسرے یہ کہ آپ پھر اسی شہر میں واپس تشریف لادینگے۔ مگر مکّہ میں جو دشمنوں کا گھر تھا ہجرت کے بعد دوبارہ آنا کوئی آسان امر نہ تھا۔ جب تک وہ زبردست دشمن جن کی ایذا دہی اور مظالم سے تنگ آکر اپنی جان بچانے کے لئے مسلمان ایک دُور کے شہر میں بھاگ گئے تھے وہ پھر اُس شہر میں داخل نہیں ہو سکتے تھے جب تک اُن کے زبردست اور ناخداترس دشمن ذلیل ہو کر عاجز نہ ہو جاویں۔ پس خدائے تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں ایک تیسرے امر کی بھی خبر دی یعنی یہ کہ اگرچہ اس وقت تو ایسی لاچاری کی حالت میں ہے کہ تیرے لئے اور تیرے پیرووں کے لیے اس شہر میں رہنا محال ہو گیا ہے مگر خدائے تعالیٰ تیری ایسی نصرت کرے گا کہ یہی تیرے ظالم دشمن جو اس وقت تیری جان کے پیاسے ہیں۔ تیرے سامنے خاک میں ملا دیئے جائیں گے۔ تُو مظفر و منصور ہو گا اور تیرا دشمن مغلوب ہو گا اور تو کامیاب ہو کر پھر واپس اپنے وطن میں آئیگا غرض اس ایک آیہ کریمہ میں دو نہیں بلکہ تین پیشگوئیاں ہیں۔ اوّل یہ کہ تجھے تیرے دشمن اس بات پر مجبور کریں گے کہ تو اُن کے خونی ہاتھوں سے اپنی جان بچانے کیلئے کسی اور شہر میں جاکر پناہ لے۔ دوم یہ کہ یہی ظالم دشمن آخر تیرے سامنے ہلاک کیئے جاویں گے اور جو باقی رہ جائیں گے وہ تیرے فرمانبردار ہو جائیں گے تو

مظفر و منصور ہوگا اور تیرا دشمن مغلوب ہوگا۔ سوم یہ کہ پھر تو مظفر و منصور ہو کر اسی شہر میں داخل ہوگا جس سے کہ اب تجھے اپنی جان بچانے کے لیئے بھاگنا پڑے گا۔ خدائے تعالیٰ نے ایک اور مکّی سورہ میں فرمایا وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل - ۸) اور تحقیق نزدیک تھے کہ بچلادیں تجھکو اس زمین سے تاکہ تجھ کو اس میں سے نکالدیں اور اُس وقت نہ رہیں گے تیرے پیچھے مگر تھوڑا عرصہ۔ یہ طریق اُن ہمارے رسولوں کے ساتھ وابستہ رہا ہے جن کو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا اور تو اس طریق میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔ اس آیۂ کریمہ میں بھی دو امور کی خبر دی گئی ہے ایک یہ کہ تیرے مخالف تجھے اس بات پر مجبور کریں گے کہ تُو اپنے شہر سے بھاگ کر کسی اور شہر میں جاکر پناہ لے۔ دوسرے یہ کہ جب تُو اس شہر سے نکل جائیگا تو اُس کے بعد تیرے مخالف بہت عرصہ تک اپنے شہر میں عیش نہیں منائیں گے بلکہ جلدی ہی اُن کا فیصلہ کیا جائے گا۔ گذشتہ انبیاء کی صورت میں بھی ہمارا یہی دستور رہا ہے اور اب بھی یہی دستور برتا جائے گا۔ اس قاعدہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لے گئے تو اُس کے بعد جلدی ہی یعنی قریبًا ایک سال بعد مکّہ کے قریش ابوجہل کی سرداری کے ماتحت اپنے شہر سے نکلے اور بدر کے میدان پر مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کی جس میں تمام سرداران قریش ہلاک ہوئے اور کئی قید میں پکڑے گئے اور دوسرے ہزیمت اُٹھاکر بھاگے۔ بعض سمندر میں بھی جاکر غرق ہوگئے اور اس طرح وہ وعدہ پورا ہوا جو آیۂ مذکورہ بالا میں کیا گیا تھا یعنی یہ کہ تیری ہجرت کے بعد یہ لوگ جو تیرے قتل کرنے کے منصوبے کر کے تجھے اس شہر سے بھاگنے کے لیئے مجبور کرینگے۔ تھوڑا عرصہ ہی ٹھیر ینگے +

اب میں اُن پیشگوئیوں میں سے چند ایک بطور نمونہ کے نقل کرتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کے واقعات کی خبر دیتی ہیں۔ ان میں سے ایک پیشگوئی

اُن امور کے متعلق ہے جو فوراً آپ کی وفات کے بعد پیش آنیوالے تھے۔ اُس وقت جب کہ اسلام ابھی پیدا ہی ہوا تھا اور ہر لحظہ یہ خوف تھا کہ دشمن کا ہاتھ اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دیگا۔ ایسے وقت میں نہ صرف یہ وعدہ دیا گیا کہ دشمن اپنے بد ارادہ میں ناکام رہے گا اور یہ کہ اسلام بڑھے گا اور ترقی کرے گا بلکہ یہ بھی خبر دی گئی کہ یہ ملک جو اب بُت پرستی کا گھر بنا ہوا ہے یہ اسلام کا ملک ہوگا اور موجودہ بُت پرست صفحہ ہستی سے نابود ہو کر اُن کی جگہ اسلام کے پیرو لے لیں گے اور یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام پورا کر کے اس عالم سے رخصت ہو کر اپنے رفیق اعلیٰ کے ساتھ جا ملیں گے اُس وقت خدائے تعالیٰ زمین میں آپ کے جانشین قائم کرے گا جو آپ کے کام کو جاری رکھیں گے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خدائے تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ ؑ کے جانشین کھڑے کیئے۔ اس کے ساتھ یہ بھی خبر دی گئی کہ اُس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد پھر اس مذہب پر ایک خطرناک زمانہ آنے والا ہے مگر اُس وقت خدائے تعالیٰ پھر اس کی مدد کرے گا اور اسلام کو دوبارہ ملک میں استحکام دے گا اور خوف کو دور کر کے اُس کی جگہ امن کو قائم کرے گا۔ جس آیہ کریمہ میں یہ پیشگوئی قبل از وقت شائع کی گئی وہ یہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (نور - ۷) یعنی اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اُن لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ اُن کو زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن لوگوں کو خلیفہ بنایا جو اُن سے پہلے تھے (یعنی موسوی سلسلہ کے خلیفے) اور جس دین کو خدائے تعالیٰ نے اُن کے لیئے پسند کیا ہے خدا اُسے استحکام دے گا اور خوف انپر آئیگا مگر خدائے تعالیٰ اُس کو دُور کر کے اُس کی جگہ امن اُن کے لیئے قائم کر دیگا۔

یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آیہ مذکورہ بالا میں صرف اُنہی خلفاء کا ذکر نہیں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی اس آیہ کریمہ کا مصداق ہوئے بلکہ

اس میں خلفاء کے ایک لمبے سلسلے کا وعدہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تجدید دین کے لیئے موسوی خلفاء کے قدم پر آنیوالے تھے۔ خدائے تعالیٰ محمدی اور موسوی سلسلوں کے درمیان ایک مماثلت قائم کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ بانی سلسلہ محمدی ہیں آپ کو بانی سلسلہ موسوی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل بیان کیا گیا ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (مزمل)۔ یعنی ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔ اس آیۂ کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی گئی ہے دونوں سلسلوں کے بانیوں میں مشابہت قائم کرنے کے بعد خدائے تعالیٰ دونوں سلسلوں کے خلفاء کو ایک دوسرے کا مثیل بیان فرماتا ہے جیسا کہ آیۂ کریمہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ سے ظاہر ہوتا ہے۔ انہی خلفاء کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مأۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی ہر ایک صدی کے سر پر خدائے تعالیٰ اس اُمت میں سے ایک شخص کو پیدا کرتا رہے گا جو اس زمانہ میں دین کی تجدید کرے گا۔ یعنی جو غلطیاں لوگوں کے عقائد و اعمال میں داخل ہو گئی ہونگی وہ اُن کو دُور کرے گا اور لوگوں میں روحانیت اور پاکیزگی کی روح پھونکے گا۔ چونکہ قرآن شریف کے رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مماثلت رکھتے ہیں اور اُن کے خلفاء کا سلسلہ موسوی خلفاء کے سلسلہ سے مشابہت رکھتا ہے اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محمدی سلسلہ میں آخری خلیفہ موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ یعنی حضرت مسیح ابن مریم کا مثیل ہوگا۔ اور یہ کہ جیسا کہ موسوی سلسلہ کے خلفاء میں حضرت مسیح علیہ السلام ایک خاص درجہ اور خاص شان رکھتے ہیں ایسا ہی محمدی سلسلہ کے خلفاء میں جس نے مثیل مسیح ہو کر آنا تھا اُسکی شان بھی دوسرے محمدی خلفاء میں ایک خاص امتیاز رکھنے والی ہونی چاہیئے تھی۔ اس آخری خلیفہ کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ ابن مریم رکھا ہے

یہ بھی اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ ابن مریم سے خاص مماثلت رکھنے والا ہوگا۔ یہ ایسا ہی نام ہے جیسا کہ اسرائیلی نبیوں نے حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام کا نام روحانی مشابہت کی وجہ سے الیاسؑ رکھا۔ چنانچہ جب حضرت مسیح علیہ السلام سے یہودی علماء نے یہ سوال کیا کہ اگر تو مسیح موعود ہے تو وہ الیاس (علیہ السلام) کہاں ہے جس کے آنیکا وعدہ آسمانی کتابوں میں دیا گیا ہے اور جس نے مسیح موعود کے ظہور سے پہلے ظاہر ہونا تھا تو اس سوال کا جواب حضرت مسیح علیہ السلام نے یہی دیا کہ تمھارا یہ انتظار کہ خود حضرت الیاس علیہ السلام دوبارہ آسمانوں سے زمین پر نازل ہونگے محض لغو ہے۔ آنیوالا الیاسؑ آچکا ہے اور وہ یہی یحییٰ ابن زکریا (علیہما السلام) ہیں۔ چاہے قبول کرو چاہے نہ کرو ؛

اُمّتِ محمدیہ میں ایک عظیم الشان خلیفے کا آنا جس نے موسوی اور محمدی سلسلوں کی باہمی مماثلت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے قدم پر آنا تھا صرف اُسی آیت استخلاف سے ثابت نہیں ہوتا جس کو میں اوپر نقل کر چکا ہوں بلکہ قرآن شریف کے اور مقامات سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک آیت جس میں محمدی سلسلہ کے ایک عظیم الشان امام کے ظہور کا ذکر ہے یہ ہے اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ (ہود-۲) کیا وہ جو اپنے ربّ کی طرف سے کھلی کھلی دلیل پر ہے اور اُس کے پیچھے ایک شاہد آتا ہے جو اُسی میں سے ہے اور اُس سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب ہے جو امام اور رحمت ہے۔ اس آیہ کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں تین قسم کی شہادتیں پیش کی گئی ہیں۔ اوّل وہ نشانات۔ معجزات اور براہین جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب توریت جس کی پیشگوئیاں اور مقرر کردہ نشانات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتے ہیں۔ تیسرا ایک گواہ جو بعد میں آنیوالا تھا اور جو کسی غیر شریعت یا اُمّت سے تعلّق نہیں رکھتا تھا بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع۔ یعنی آپ ہی میں سے تھا۔ یہاں خدائے تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

صداقت کا نہایت ہی زبردست ثبوت دیتا ہے۔ اوّل فرماتا ہے کہ یہ نبی تو خود بیّنہ بنکر آیا ہے۔ یعنی اس کو ہرگز ضرورت نہیں کہ کوئی غیر شخص اس کی صداقت کی گواہی دیکر اسکی تائید کرے بلکہ جو جو نشانات اور معجزات اور بیّنات یہ نبی اپنے ساتھ لایا ہے وہی اس کی صداقت کا زبردست ثبوت ہیں۔ یہ اس بات کا ہرگز محتاج نہیں کہ کسی پہلی کتاب میں سے اس کی تائید کے لیئے کوئی پیشگوئی یا مقرر کردہ علامت تلاش کی جائے اور نہ اس کو اس امر کی ضرورت ہے کہ بعد میں آنیوالا کوئی عظیم الشان مکالمہ الٰہی کا مورد اس کی صداقت کی گواہی دے۔ بلکہ یہ خود خدائے تعالیٰ کی طرف سے اپنے سچا ہونے کے زبردست کھلے کھلے نشان اپنے ساتھ لایا ہے جو بیّن طور پر اور نہایت وضاحت کے ساتھ آپ کی سچّائی کو ثابت کر رہے ہیں اور اگر اور کوئی شہادت نہ بھی ہوتی پھر بھی کوئی حرج کی بات نہ تھی کیونکہ خود اس کے اپنے بیّنات اور نشانات اور معجزات اور خوارق اور آیات نے اس کی صداقت کو اظہر من الشمس کر دیا ہے۔ مگر خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو اور بھی زیادہ چمکانے کیلیئے دو اور گواہ بھی پیش کیئے ہیں ایک گواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے گذر چکا ہے۔ دوسرا آپ کے بعد آنیوالا تھا۔ پہلا گواہ جیسا میں بیان کر چکا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب ہے جو اپنی پیشگوئیوں اور مقرر کردہ علامات کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں سے ہے مگر اس کی گواہی بھی وہی وقعت رکھتی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گواہی وقعت رکھتی ہے بلکہ اگر قرآنی ترتیب کو دیکھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پیچھے آنیوالے شاہد کی گواہی توریت کی شہادت سے زیادہ وقعت رکھتی ہے۔ کیونکہ اگرچہ زمانی ترتیب کے لحاظ سے چاہیئے تھا کہ اس آخری زمانہ کے شاہد کی گواہی کو آخر میں رکھا جاتا .... اور توریت کی گواہی کو جو پہلے گذر چکی ہے پہلے رکھا جاتا .... مگر خدائے تعالیٰ نے اس ترتیب کو توڑ کر ظاہری قیاس کے برخلاف پہلے آخری زمانہ کے شاہد کی گواہی کو ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پیچھے آنیوالے شاہد کی شہادت توریت کی شہادت سے اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔ اور قرآن شریف میں جو وقعت اس پیچھے آنیوالے شاہد کی شہادت کو دی گئی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی شہادت بھی اسی قسم کی شہادت ہے جو خدائے تعالیٰ کے انبیاءؑ کی شہادت ہوتی ہے یعنی وہ بھی خدائے تعالیٰ

سے الہام پاکر اور وحی الٰہی کے سرچشمہ سے سیراب ہو کر دنیا کے سامنے یہ گواہی دیگا کہ وہ نبی جو عرب میں پیدا ہوا اور جس پر قرآن کریم جیسی کتاب نازل ہوئی اور جس کو خاتم النبیین کا معزز خطاب دیا گیا وہ واقعی کُل نبیوں کا سردار تھا اور فی الحقیقت نبوت کے تمام انعامات اُسپر کامل اور اتم طور پر پورے ہو چکے ہیں۔ اس شاہد کی نسبت کہا گیا شَاہِدٌ مِّنْہُ یعنی یہ گواہی دینے والا کوئی باہر سے نہیں آئے گا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہوگا اور آپ کا غلام یعنی غلام احمد ہوگا۔ مگر باوجود غلام ہونے کے اُس کی شہادت کو بطور ثبوت کے پیش کیا گیا ہے بلکہ توریت کی شہادت سے اس کی شہادت کو اعلیٰ درجہ دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی انبیاء علیہم السلام کی طرح خدائے تعالیٰ سے وحی پاکر شہادت دیگا۔ اس لیے اُس کی شہادت معمولی شہادت نہیں ہوگی۔ اوّل وہ اپنی تائید اور تصدیق میں خود نشانات دکھائیگا اور دنیا پر ثابت کرے گا کہ میں اُسی جماعت میں سے ہوں جو انبیاء کی جماعت کہلاتی ہے۔ وہ انبیاء کی خلعت میں ظاہر ہوگا اور اپنی سچّائی کو روشن نشانات اور آسمانی گواہیوں اور زبردست براہین کے ذریعہ دنیا پر ثابت کریگا۔ پس جبکہ اُس کی صداقت ایک ثابت شدہ امر ہوگی اسلیئے اُس کو حق حاصل ہوگا کہ وہ ایک نبی کے دعویٰ کے متعلّق اپنی شہادت دے۔ اس لیئے باوجود غلام احمد ہونیکے اُس کی شہادت وہی درجہ رکھے گی جو انبیاء علیہم السلام کی شہادت کا درجہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اُسی قسم کے نشانات سے اپنا مرسل من اللہ ہونا ثابت کرے گا۔ چونکہ وہ خدا کی طرف سے آئے گا اور اپنی سندوں اور سرٹیفکٹوں کے ساتھ آئیگا اس لیئے اُس کی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہوگی۔ غرض خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے نبی کے ماننے میں تمھیں کیا تامّل ہو سکتا ہے جو خود بھی ایسے روشن دلائل اور نشانات و معجزات کے ساتھ آیا ہے کہ اُس کو کسی دوسرے شخص کی شہادت کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی مگر پھر بھی خدائے تعالیٰ نے اُس کی صداقت کو اور بھی درخشاں و تاباں بنانیکے لئے دو عظیم الشان گواہ کھڑے کر دیئے ہیں ایک گواہ تو پیچھے آنیوالا ہے جو اسی نبی کی فیض سے کامل طور پر مستفیض ہو کر نبوت کا منصب حاصل کریگا وہ غلام احمد ہوگا اور خود اس کا وجود ایک یقینی ثبوت اس امر کا ہوگا کہ

وہ نبی بڑا ہی عظیم الشان نبی ہے جس کا یہ غلام ہے۔ چنانچہ اس امر کی طرف خدائے تعالیٰ اُس تازہ وحی میں اشارہ کرتا ہے جو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی اور وہ وحی یہ ہے۔

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے ، جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

دوسرا گواہ پہلے گذر چکا ہے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب توریت ہے۔ غرض آیۂ کریمہ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ایک پیشگوئی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کی خبر دی گئی ہے ؛

میں ایک دو اور قرآنی پیشگوئیاں یہاں نقل کرتا ہوں جو موجودہ زمانہ سے تعلق رکھتی ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے بعض علامات کا ذکر کرتی ہیں۔ قرآن شریف کی ایک آیۂ کریمہ فرماتی ہے کہ جب آسمانی نشانوں کے ذریعہ لوگوں پر حجت قائم ہو جائیگی اور لوگ ہمارے نشانوں کا (جو مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہونگے) انکار کرینگے تو اُس وقت ہم زمین میں سے ایک کیڑا پیدا کریں گے جو لوگوں کو زخمی کرے گا۔ یقیناً یہ کیڑا طاعون کا کیڑا ہے جس نے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور لوگوں پر اتمام حجت کے بعد ظہور کیا ہے اور جو لاکھوں انسانوں کو زخمی کر چکا ہے اور معلوم نہیں کہ کتنے لوگوں کو آئندہ زخمی کریگا۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ٥ (نمل - ۷) یعنی جب حجت پوری ہو جائے گی (اور فرد جرم لگ جائیگا) اُس وقت ہم لوگوں کے لئے زمین میں سے ایک کیڑا نکالیں گے جو اُن کو کاٹے گا اس لیئے کہ لوگ ہمارے نشانوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اس آیۂ کریمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کیڑا لوگوں کے لیئے ایک عذاب ہوگا اور یہ عذاب نشانات کے ظاہر ہونے کے بعد واقع ہوگا یعنی اُس وقت جبکہ نشانوں کے ذریعہ لوگوں پر حجت پوری ہو چکی ہوگی۔ پھر اس آیۂ کریمہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ عذاب کس قسم کا ہوگا یعنی وہ عذاب ایک کیڑے کی شکل میں ظاہر ہوگا اور ظاہر ہے کہ طاعون کا عذاب جس میں آجکل دنیا مبتلا ہے وہ در اصل ایک کیڑا ہی ہے اور یہ کیڑا زمین کے

پیٹ میں پرورش پاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا پہلا حملہ چوہوں پر ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ انسانوں کو زخمی کرنا شروع کردیتا ہے۔ پس یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ظاہر ہوکر آپکے صدق دعویٰ پر ایک مُہر الٰہی ہے اور اس کا سب سے سخت حملہ پنجاب پر ہوا جہاں وہ موعود ظاہر ہوا۔ لیکن دوسرے ممالک بھی اس قہری نشان کو دیکھینگے کیونکہ وہی خدا جس نے ۱۳۰۰ سال پہلے اس عذاب کے ظہور کی خبر دی اور یہ بھی بتلادیا کہ وہ عذاب ایک کیڑے کے ذریعہ سے واقع ہوگا جو زمین میں پیدا ہوگا اور جس خدا نے اپنے مسیح موعود علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کو قبل از وقت آنیوالے عذاب کی خبر دی اُسی خدا نے حضرت مسیح موعود (علیہ علیٰ مطاعہ الصلوٰۃ والسلام) کو یہ بھی خبر دی ہے کہ یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی وبا پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی۔

قرآن شریف کی ایک اور آیت کریمہ جو اس زمانہ کے متعلق اپنے اندر ایک پیشگوئی رکھتی ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیئے بطور ایک نشان کے ہے یہ ہے وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ یعنی جب اونٹ بیکار چھوڑ دیجائیں گے۔ یہ امر کہ یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک ثبوت ہے اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ حدیث میں حضرت مسیح موعود (علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام) کے ظہور کی یہ علامت لکھی ہے۔ لیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا یعنی مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اونٹ ترک کردیئے جائیں گے اور کوئی انپر سواری نہ کریگا۔ ان دونوں پیشگوئیوں کا مقابلہ کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں پیشگوئیاں دراصل ایک ہی ہیں یعنی جس امر کی قرآن مجید میں آیت کریمہ وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ میں خبر دی گئی ہے اسی کی حدیث شریف میں خبر دی گئی ہے اور چونکہ حدیث شریف میں اونٹوں کا ترک کیا جانا حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا ایک نشان ہے اس لیئے وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ بھی حضرت مسیح موعود (علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام) کے زمانہ کی ہی ایک علامت ہے۔ چنانچہ یہ علامت اس زمانہ میں ریل کے جاری ہونے سے پوری ہوچکی ہے بلکہ خود مدینہ منورہ تک ملک عرب میں ریل پہنچ گئی ہے۔ غور کرنیوالے اس نشان سے فائدہ اٹھائیں ؛

اب ناظرین صاحبان کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ قرآن شریف میں صرف ایک ہی پیشگوئی ص

ص نہیں بلکہ اس میں بہت سی اور پیشگوئیاں ہیں جنہیں سے چند صرف بطور نمونہ اس مضمون میں نقل کیگئی ہیں اگر ان پیشگوئیوں پر مفصل بحث کیجائے تو کئی مجلد کتابیں لکھی جائیں۔ آیندہ پرچہ میں انشاء اللہ تعالیٰ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ والی پیشگوئی پر بحث کیجائے گی ؛ والسّلام

صدر انجمن احمدیہ کی ماہوار رپورٹ

سالانہ جلسہ

سال گذشتہ میں بعض احباب کی تحریک پر یہ سوال کہ آیا سالانہ جلسہ ایام تعطیلات کرسمس ماہ دسمبر میں ہوا کرے یا ایام تعطیلات ایسٹر ماہ اپریل میں انجمنہائے احمدیہ کے سامنے رکھا گیا تھا۔ اس وقت اس تفصیل کی ضرورت نہیں کہ کن انجمنوں نے ایک کو ترجیح دی اور کن نے دوسرے کو اور کیا وجوہات ترجیح کی تھیں۔ اس سوال کا آخری فیصلہ ۵ نومبر کے جلسہ معتمدین میں ہو گیا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح سے بھی استصواب کر کے آئندہ سالانہ جلسہ کی تاریخیں ۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر قرار دی گئی ہیں۔ سال گذشتہ میں ۲۵ دسمبر سے جلسہ شروع کیا گیا تھا۔ مگر بہت سے احباب جنہوں نے دُور سے آنا تھا پہلے اجلاسوں میں شامل نہ ہو سکے اس لیئے تعطیلات کی درمیانی تاریخیں تجویز کی گئی ہیں۔ تاکہ دُور و نزدیک کے احباب کم از کم پورے تین یوم کے لیئے جلسہ میں شامل ہو سکیں۔ یہ خیال کہ ملک معظم کی تاجپوشی کے متعلق جو جلسہ دہلی میں ہونیوالا ہے وہ ہمارے احباب کے اپنے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے میں مانع ہوگا صحیح نہیں ہے۔ جلسہ تاجپوشی ۱۲ دسمبر کو ختم ہو جاویگا۔ اور پورے دو ہفتہ بعد ہمارا سالانہ جلسہ شروع ہوگا اور یہ وقت ان احباب کے لیئے جنہیں جلسہ دہلی میں حصہ لینے کی ضرورت پڑی ہے۔ وہاں سے فراغت پا کر اپنے جلسہ میں شامل ہونیکے لیئے کافی ہے ؀

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر گذشتہ دو تین سال میں جو رعایت تخفیف کرایہ کی ملجایا کرتی تھی وہ اس سال حاصل نہیں ہو سکی۔ اور محکمہ ریلوے نے ان رعایتوں کے علاوہ جو معمولی طور پر تعطیلات کرسمس کے موقعہ پر ہوا کرتی ہیں کسی مزید رعایت کے دینے سے انکار کیا ہے۔ اس لیئے کسی درخواست کے کانسشن سرٹیفکٹوں کے لیئے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے دوستوں پر یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ ریل کے کرایہ میں ایک خفیف سی رعایت کا

نہ ملنا خدا کی راہ میں قدم اُٹھانے میں ان کے لیئے روک نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُنکا یہ کسقدر احسان ہے کہ سفر کے لیئے اس نے ایسی آسان راہیں پیدا کر دی ہیں۔ ورنہ ہمارے زمانہ سے پہلے کسقدر صعوبتیں اُٹھا کر لوگ سفر کیا کرتے تھے۔ کامیابی اور ترقی کی یہ علامت ہے کہ ہر ایک مشکل کے وقت قوم کی ہمت اور بھی بڑھے۔ اور ایک عظیم الشان غرض اور مقصد کے بالمقابل مشکلات ایسی ہی معلوم ہوں جیسے ایک پہاڑ کی بلندی پر چڑھنے کے لیئے رستہ کے چھوٹے چھوٹے پتھر یا چھوٹی چھوٹی خاردار جھاڑیاں۔ پس اس سالانہ اجماع میں شمولیت کے لیئے میں اپنے دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بلند ہمتی سے کام لیں اور اگر کوئی مشکل نظر آئے تو اس پر غالب آنے کیلیئے اور بھی ہمت کو بلند کریں۔ بہت سے دوست ہیں جو چھوٹے چھوٹے عذروں کی وجہ سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میرے دوستو! چھوٹی اغراض کو بڑے مقاصد کے سامنے قربان کرنا سیکھو جبتک اس گُر کو ہاتھ میں لیکر کام نہ کروگے کامیابی کا مُنہ دیکھنا مشکل ہے۔ یاد رکھو کہ دنیا کی ہر ایک غرض دین کے مقاصد کے سامنے ایک حقیر چیز ہے۔ کیا ایک سال میں پانچ سات یا دس دنوں کے لیئے تم اپنے وطنوں کو چھوڑ نہیں سکتے اور ایک نہایت خفیف حصہ اپنے مال کا اللہ کی راہ میں سفر کرنے کے لیئے خرچ نہیں کر سکتے؟ جب تم ان باتوں کو مانتے ہو تو عملی طور پر ان کو کرکے دکھاؤ ورنہ خالی مان لینے سے کوئی فائدہ نہیں۔ موت ہر وقت سامنے کھڑی ہے۔ کون جانتا ہے کہ جب وہ ایک نیکی کے موقعہ کو ہاتھ سے دیدیگا تو اس کے کفارہ کے لیئے پھر اسے دوسرا موقعہ بھی ملجائیگا۔ پس جو موقعہ ملتا ہے اسے غنیمت سمجھکر اس سے فائدہ اُٹھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ کسی مشکل کو تمھاری راہ میں روک نہ ہونے دے؛

سالانہ جلسہ کی اطلاع کے ساتھ میں ایک دوسرے اہم امر کی طرف اپنے احباب کو متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کا سوال ہے۔ یہ بات احباب سے پوشیدہ نہیں کہ لنگر خانہ خود اس وقت دو ہزار روپے کا مقروض ہے۔ اور مزید براں مہمانخانہ کی توسیع کے لیئے روپے کی اشد ضرورت ہے۔ ان ضرورتوں پر اب تیسری ضرورت

اس مد کی جلسہ سالانہ کے اخراجات ہیں۔ میں نے گذشتہ ماہ میں احباب کو ان تینوں ضرورتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے دوست ان ضروریات کے لیئے فکر میں ہوں گے۔ مگر سردست اخراجات جلسہ سالانہ کا سوال مجھے دوبارہ پیش کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ ۳۰ نومبر تک کافی روپیہ اخراجات جلسہ کے لیئے ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہیئے تاکہ اطمینان سے ضروری اشیاء مہیا کر لیجاویں۔ اخراجات جلسہ کا تخمینہ تین ہزار روپے سے کم کسی صورت میں نہیں۔ کیونکہ تین دن خاص جلسے کے اور ایک ایک دن آنے جانے کا۔ کل پانچ دن یہ ہیں اور علاوہ بریں احباب کی آمد در اصل ۲۲ دسمبر سے شروع ہو جاتی ہے اور یکم جنوری تک اچھا مجمع رہتا ہے۔ اس طرح پر جلسہ سالانہ دراصل قریباً گیارہ دن رہتا ہے۔ جن ایام میں سے پانچ یوم فی وقت دو ہزار آدمی کی اوسط ہوگی اور چھ یوم ایک ہزار کے۔ اس طرح پر گویا سولہ ہزار آدمی کا انتظام ایک دن کیلیئے کرنا ہے۔ اور ادنیٰ خرچ ۳/ یومیہ فی کس لگتے سے بھی جس میں کھانے کے علاوہ دیگر ضروریات بھی شامل ہونگی تین ہزار روپے خرچ ہوتا ہے۔ اگر یہ خرچ پورا سالانہ جلسہ کے اخراجات کے بلوں میں نظر نہیں آتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً پانچ یوم سالانہ جلسہ کے رکھکر باقی خرچ لنگرخانہ میں ڈالدیا جاتا ہے۔ اور ان مہینوں میں لنگرخانہ کا خرچ اسوجہ سے بڑھا رہتا ہے۔ بہرحال اگر جلسہ ضروری ہے۔ تو اس کے اخراجات کے لیئے تین ہزار روپے کی ضرورت بھی ہے۔ اور یہ اٹل ضرورت ہے اور اسے پورا بھی احمدی جماعت نے ہی کرنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ان ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں انکے نام خدا کے دفتر میں ہی لکھے جاتے ہیں۔ اور نام بنام انکا شکریہ ہم لوگ ادا نہیں کر سکتے مگر ایسا کرنا ممکن بھی نہیں ہے؛

اور یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ امور فرائض میں داخل ہیں۔ جو شخص دیتا ہے وہ اپنے فرض کو ادا کرتا ہے۔ اور یہی دینے والے کے لیئے زیادہ برکت کا بھی موجب ہے۔ کیونکہ اس سے قربانی کی روح نشوونما پاتی ہے۔ پس میں یہ کہوں گا کہ یہ ضرورت اب سب ضرورتوں پر مقدم ہے۔ بحیثیت قوم احمدی قوم کا یہ فرض ہے کہ پہلے اس خرچ

کو پورا کرکے پھر دوسری ضروریات کی طرف توجہ کرے۔ خدا کی راہ میں دینے کی بہت سی راہیں ہیں مگر ایک وقت ہوتا ہے کہ بعض ضرورتوں کو دوسری ضرورتوں پر مقدم کرنا پڑتا ہے۔ میں یہ بھی سب احباب کو اطلاع دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کے منشاء کو پورا کرنے کے لیئے کوئی وقت گنوایا نہ جاوے۔ اور ہر جگہ فوری کارروائی کیجاوے۔ اس سے پہلے یہ تجویز کی گئی تھی کہ سب احباب ایک ایک روپیہ اخراجات جلسہ کے لیئے دیں۔ مگر چونکہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس طرح پر چندہ فراہم کرنے کا نہ ہی موقعہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس وقت ایسا انتظام ہو سکتا ہے۔ اور علاوہ بریں اسوقت سب فنڈوں میں روپے کے کم ہونیکی وجہ سے بدون روپیہ جمع ہوئے اخراجات جلسہ کا انتظام پہلے سے ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا سب انجمنیں اس تجویز پر فوری عملدرامد کریں۔ ایک روپیہ فی کس کم از کم چندہ وصول کیا جاوے۔ اور جو احباب زیادہ وسعت رکھتے ہیں وہ زیادہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اگر ساری جماعت میں چار سو آدمی پانچ پانچ روپے دینے والے کھڑے ہو جاویں اور ایک ہزار آدمی ایک ایک روپیہ تو یہ رقم آسانی سے پوری ہو سکتی ہے۔ اگر مخلص احباب توجہ فرماویں تو یہ تعداد جو اوپر لکھی ہے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ کانفرنسوں وغیرہ جلسوں میں شمولیت کے لیئے پانچ پانچ روپے صرف ٹکٹ داخلہ کے بھی لوگ خوشی سے دیدیتے ہیں؛

انجمنہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنی اپنی انجمنوں کے اجلاس اس تحریک کے پہنچنے پر فی الفور کریں۔ اور فی الفور فہرستیں مرتب کرکے اور روپیہ وصول کرکے اطلاع دیں۔ ۳۰ نومبر تک جس قدر چندے وصول ہونگے انکی اطلاع انشاءاللہ تعالیٰ سب احباب کو دیجاویگی۔ مکرر التماس یہ ہے کہ اس تحریک پر فوری کارروائی ہو۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

۸۔ نومبر ۱۹۱۱ء

قصائد احمدیہ

من الاسلام

حجۃ الاسلام

حضرت اقدسؑ کی اُردو اور فارسی نظمیں تو پہلے الگ شائع ہو چکی ہیں مگر اب تک آپ کے قصائد الگ رسالہ کی شکل میں شائع نہیں ہوئے۔ اب عربی قصائد بھی جمع کرکے ایک کتاب کی شکل میں شائع کئے گئے ہیں۔ یہ قصائد نہ صرف معارف و اسرار سے لبریز ہیں اور حمد الٰہی اور نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزائن ہیں اور حضرت اقدسؑ کے دعویٰ کے دلائل سے پُر ہیں بلکہ عربی سیکھنے کا بھی ایک اعلیٰ ذریعہ ہیں۔

کتاب ۱۵۸ صفحوں پر ختم ہوتی ہے قیمت صرف ۶

شائقین دفتر میگزین۔ قادیان سے طلب کریں۔

(مینجر)

رسبر دایں نمبر

تازہ بشارت

Digitized by Khilafat Library

حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کا وہ عظیم الشان لیکچر جو ۱۸۹۶ء کے جلسہ مذاہب لاہور میں چار پانچ ہزار کے مجمع میں پڑھا گیا اور نہایت ہی دلچسپی اور قبولیت سے پبلک نے سُنا۔ اور جس میں مصنف موصوف نے اسلام کو نہایت ہی احسن پیرایہ میں صرف قرآن کریم سے استنباط کر کے بیان فرمایا ہے۔ اور تمام اعتراضات جو بڑے بڑے مخالفین و معاندین اسلام بڑی تحدی اور زور سے کرتے رہے یا اب کرتے ہیں۔ نہایت ہی سنجیدگی اور لطافت سے انکے جوابات اصولی طور پر بیان فرمائے ہیں جن سے خواہ کیسا ہی متعصب اور زود رنج مخالف کیوں نہ ہو کبیدہ خاطر نہیں ہو سکتا بلکہ سوائے سکوت کے اور کوئی جواب بھی پیش نہیں کر سکیگا۔ اور ایک شریف الطبع اور حق جو مخالف اسلام کو سوائے سرِ تسلیم خم کرنیکے اور کوئی چارہ نہیں ہو سکتا۔

بڑی خوبی اور لطافت جو اس مضمون کو خاص فوقیت اور یکتائی دے رہی ہے یہ ہے۔ کہ اوّل اس مضمون کو اسلام کی الہامی کتاب یعنی قرآن کریم سے بیان کیا گیا ہے دوم اس مضمون میں باوجود اعتراضوں کا جواب دینے اور دوسرے مذہب کے تذکرہ کرنیکے کسی قسم کی اشارۃً یا کنایۃً زد نہیں کی گئی۔ بلکہ صرف اسلام کی سچی فلاسفی اور خوبیاں پبلک کے کانوں تک پہنچانیکی کوشش کی گئی ہے۔ اور توحید باریتعالیٰ اور رسالتمآب صلعم کی صداقت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر بھر کی تصنیفات اور تالیفات کا خلاصہ یہی ایک مضمون تھا جس میں مکمل طور پر اسلام کی صداقت بیان کیگئی ہے اس لیئے پبلک کی عام قبولیت اور پسندیدگی دیکھکر اور تبلیغ اسلام کا بڑا ذریعہ سمجھکر اس کو انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے ولایت میں چھپوایا گیا ہے اور اسکی بہت سی کاپیاں ولایت اور دیگر بلاد یورپ اور امریکہ وغیرہ میں مفت تقسیم کیجاینگی اور کچھ کاپیاں یہاں بھی منگوالی گئی ہیں۔ جو صاحب منگوانا چاہیں دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور سے منگوالیں۔ قیمت بغرض توسیع اشاعت باوجود دو سو صفحہ اور عمدہ ۲۰×۳۰ والی تقطیع کے بہت ہی تھوڑی رکھی ہے یعنی صرف ایک روپیہ چار آنے علاوہ محصولڈاک ۔

(مطبع میگزین قادیان میں منیجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا)